﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعة المبارک 19/جنوری 2007ء — 29/ذوالحجہ 1427 ہجری قمری ❁ 19/صلح 1386 ہجری شمسی — شمارہ 03

کھانا کھانے کے بنیادی آداب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ نیز اللہ کا نام لے کر اپنے سامنے سے اور دائیں ہاتھ سے کھانے کی تلقین فرماتے۔ کچھ پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیتے۔ اللہ کے نام سے شروع کرتے اور اس کی حمد پر ختم کرتے۔

(مجمع الزوائد ہیثمی جلد 5 صفحہ 8123 صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب التسمیة علی الطعام حدیث نمبر 4957)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام﴾

ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے۔

ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہوگا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔

''مَیں خوب جانتا ہوں کہ ابھی بہت سی کمزوریاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾ (الشمس:10-11) جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا اور خائب اور خاسر ہو گیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیۂ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔

سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔ لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو ابھی دُور ہے کہ تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے ازخود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اُسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کماحقہٗ ادا نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ۔ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔

یاد رکھو اپنے بھائیوں کے ساتھ بکلّی صاف ہو جانا یہ آسان کام نہیں بلکہ نہایت مشکل کام ہے۔ منافقانہ طور پر آپس میں ملنا جُلنا اور بات ہے مگر سچی محبت اور ہمدردی سے پیش آنا اور چیز ہے۔ یاد رکھو اگر اس جماعت میں سچی ہمدردی نہ ہوگی تو پھر یہ تباہ ہو جائے گی اور خدا اس کی جگہ کوئی اور جماعت پیدا کر لے گا۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی ان میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔ سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی خدا تعالیٰ انہیں کے نمونہ پر چلانا چاہتا ہے اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہوگا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔

یاد رکھو یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ خبیث اور طیب کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ابھی وقت ہے کہ اپنی اپنی اصلاح کر لو۔ یاد رکھو کہ انسان کا دل خدا کے گھر کی مثال ہے۔ خانۂ خدا اور خانۂ انسان ایک جگہ نہیں رہ سکتا۔''

[بدر سے: ''اس گھر کو بتوں سے صاف کرو تا یہ خدا کا گھر کہلائے۔ فرمایا طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ (البقرہ:۱۲۶) یعنی میرے گھر کو فرشتوں کے لئے پاک کرو۔ انسان کا دل خدا کا گھر ہے۔ یہ خدا کا گھر اس وقت کہلائے گا اور اس وقت فرشتوں کا طواف گاہ بنے گا جب یہ اوہامِ باطلہ وعقائد فاسدہ سے بالکل پاک وصاف ہو۔ جب تک انسان کا دل صاف نہ ہو اس کی عملی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ دیکھو یہ وقت ہے جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ بوجہ مخالفت دنیا سے بھی رہے اور دین سے بھی خالی چلے جاؤ''۔(بدر جلد 7 نمبر 1 صفحہ 12 مورخہ 9/جنوری 1908ء)]

''زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ معلوم نہیں کہ آئندہ سال تک کون مرے اور کون زندہ رہے گا۔ اس لئے سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (التحریم:9)۔ سو انسان کو چاہئے کہ اگر توبہ کرے تو خالص توبہ کرے۔ توبہ اصل میں رجوع کو کہتے ہیں۔ صرف الفاظ ایک قسم کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ صرف زبان سے توبہ توبہ کرتے پھرو بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو جیسا کہ حق ہے رجوع کرنے کا۔ کیونکہ جب متناقض جہات میں سے ایک کو چھوڑ کر انسان دوسری طرف آ جاتا ہے تو پھر پہلی جگہ دُور ہو جاتی ہے اور جس کی طرف جاتا ہے وہ نزدیک ہوتی جاتی ہے۔ یہی مطلب توبہ کا ہے کہ جب انسان خدا کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور دن بدن اسی کی طرف چلتا ہے تو آخر یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان سے دُور ہو جاتا ہے اور خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جس کے نزدیک ہوتا ہے اسی کی بات سنتا ہے۔ اس لئے ایسے انسان پر جو عملی طور پر شیطان سے دُور اور خدا سے نزدیک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فیوض وبرکات کا نزول ہوتا ہے اور سفلی آلائشوں کا گند اُس سے دھویا جاتا ہے جیسے آگے فرمایا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (التحریم:9) کیونکہ توبہ میں ایک خاصیت ہے کہ گزشتہ گناہ اس سے بخشے جاتے ہیں۔

ایسے ہی ایک اور جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ:223)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو توّاب ہوتے ہیں اور ایک متطہّر ہوتے ہیں۔ توّاب ان کو کہا جاتا ہے جو بکلّی خدا کی طرف رجوع کر لیتے ہیں اور متطہّر وہ ہوتے ہیں کہ وہ مجاہدات اور ریاضات کرتے رہتے ہیں اور اُن کے دل میں ایک کیٹ سے لگی رہتی ہے کہ کسی طرح سے اُن آلائشوں سے پاک ہو جاویں اور نفسِ امّارہ کے جذبات پر ہر طرح سے غالب آ کر زکی النفس بن جاویں''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 407-410 جدید ایڈیشن)

❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

❁ ...... **ٹنڈو آدم، سندھ، 31 اکتوبر 2006ء:** پاکستان کے صوبہ سندھ کے رہائشی، محمد طارق نامی ایک احمدی بس پر سفر کر رہے تھے کہ ٹنڈو آدم کے نزدیک سے گزرتے ہوئے ایک عجیب سانحہ پیش آیا۔ ٹنڈو آدم وہی جگہ ہے جہاں انتہا پسند مُلّاں حمادی رہائش پذیر ہے۔ ٹنڈو آدم پہنچتے ہی بس ڈرائیور اور اس کے ساتھیوں نے محمد طارق نامی اس احمدی دوست کو بری طرح زدوکوب کیا اور ٹنڈو آدم تھانے میں پہنچا کر دم لیا۔ ٹنڈو آدم تھانہ میں بیٹھے قانون کی نام نہاد حفاظت کرنے والے عملہ نے محمد طارق کو حوالات میں بند کر دیا۔ یہاں یہ بتانا بھی بے محل نہ ہوگا کہ پاکستانی پولیس چوکیوں اور تھانوں میں قائم حوالات ایک ایسی جگہ ہے جہاں قانون کے محافظ ملزموں کے ساتھ مجرموں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں۔ بہت سے واقعات میں حوالات میں بند ملزم پولیس کے ہاتھوں ہلاک بھی ہو چکے ہیں۔ محمد طارق نامی اس احمدی دوست کا قصور کیا تھا؟ "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" ایک قرآنی آیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر بھی الہاماً نازل کی۔ احمدی اس قرآنی آیت کو انگوٹھی پر کندہ کروا کر پہنتے ہیں۔ اگرچہ یہ ایک قرآنی آیت ہے مگر نہ جانے کیوں، مُلّاں اسے کسی احمدی کی انگوٹھی پر دیکھ کر مشتعل ہو جاتے ہیں!! محمد طارق صاحب کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اس انگوٹھی کو دیکھ کر انہیں ''قادیانی'' کے طور پر شناخت کر لیا گیا اور ٹنڈو آدم پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا گیا۔ پہلے قانون (بلکہ لاقانونیت) کو اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر تھانہ جا کر شکایت کر دی کہ اس شخص نے بس میں لگے قادیانی مخالفت پر مبنی اشتہارات اکھاڑ کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ ان اشتہارات میں لغویات اور گالم گلوچ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پولیس نے، جو ایسے معاملات کو ہاتھوں ہاتھ لیتی ہے، محمد طارق صاحب کو تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-A کے تحت حراست میں لے لیا۔ اگر جھوٹے اور بے شرم مُلّاں، کسی بے ضمیر عدالت میں یہ الزام ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کا مطلب ۱۰ سال قید بھی ہو سکتا ہے۔

ان انتہا پسندوں کے سرغنہ مُلّاں حمادی نے District Police Officer (investigation) پر دباؤ ڈال کر First Information Report (FIR) میں دفعہ 295A کو بدلوا کر 295C یعنی گستاخیٔ رسول کے جرم میں لاگو ہونے والی دفعہ میں تبدیل کروالیا جو افسر مذکور نے برضا و رغبت کر بھی دیا۔ قانون فوجداری (ترمیم) ایکٹ 2004ء سیکشن 156A میں کہا گیا تھا گستاخیٔ رسولؐ کی دفعات کو بچوں کے کھیل کی طرح نہیں برتا جائے گا۔ اس درخواست پر انہیں 15 نومبر 2006ء کو عدالت میں پیش کیا گیا، پھر 20 نومبر کو اور پھر 29 نومبر کو۔ تھانوں کچہریوں کی اس دھکم پیل کے بعد بھی تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ وہ قید کاٹ رہے ہیں۔ یہ ایک تکلیف دہ کہانی کا آغاز ہے۔ خدا کرے کہ ان کی یہ تکلیف جلد اختتام کو پہنچے اور انہیں رہائی نصیب ہو اور فتنہ پرور مُلّاں سے خدائے قادر منتقم خود نپٹے۔

❁❁❁

❁ ...... **میرا بھڑکا، آزاد کشمیر۔ یکم اگست 2006ء:** اعتزاز احمد نامی ایک احمدی نوجوان کمپیوٹرز کی ایک دوکان میں کام سیکھا کرتا ہے۔ اس نوجوان کو بھی متشدد مخالفین کی مخالفت کا نشانہ بنا لیا گیا۔ اس پر کئے گئے حملہ میں موت اسے گویا چھو کر گزر گئی۔ اعتزاز احمد دکان پر اپنے کام میں مصروف تھا کہ شام 5 بجے کے قریب ایک باریش مولوی نے دکان میں داخل ہوتے ساتھ نوجوان پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ اس کی گردن کا نشانہ لے کر تین وار کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے نوجوان کی جان تو محفوظ رہی مگر تینوں وار ان کے چہرے اور گردن کے قریب لگے۔ چیخ و پکار کے نتیجہ میں مقامی لوگ جمع ہو گئے۔ حملہ آور نے اعلان کیا کہ وہ تو صرف ایک کافر کا خاتمہ کر رہا تھا۔ بزدل حملہ آور وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب تو ہو گیا مگر موقع پر موجود بعض لوگوں نے اسے شناخت کر لیا۔ دکان کا مالک اعتزاز کو طبی امداد کے لئے ڈاکٹر کے پاس لے گیا جہاں اعتزاز کے زخموں کے علاج کے لئے بارہ ٹانکے لگانے پڑے۔ دکان کے مالک نے اعتزاز کے والد کو یقین دہانی کروائی کہ وہ تین دن کے اندر اندر معاملہ کی تہہ تک پہنچ جائے گا۔ اس کی مداخلت پر حملہ آور نے معذرت کی اور کبھی دکان پر نہ آنے کا عہد کیا۔ اعتزاز اگرچہ روبہ صحت ہے مگر زخموں کے گہرے نشان باقی ہیں۔

❁❁❁

❁ ...... **جماعت ہائے احمدیہ پاکستان** کا جلسہ سالانہ 1983ء تک دسمبر کے مہینہ میں منعقد ہوتا تھا۔ اس کے بعد انتہا پسند مذہبی دہشت گردوں نے ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے انعقاد پر حکومت پر دباؤ ڈال کر پابندی عائد کروا دی۔ 1984ء سے آج تک، ہر سال ماہ دسمبر کی آمد کے نزدیک حکام سے جلسہ کے انعقاد کی اجازت مانگی جاتی ہے، اور ہر سال حکام بھی اسی باقاعدگی سے بلا جواز انکار کرتے ہیں۔ اس سال بھی جھنگ کے ضلع ناظم کے نام محترم ناظر صاحب امورِ عامہ (صدر انجمن احمدیہ پاکستان) نے درخواست تحریر کی جس کا کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ 1984ء سے یہی دستور چلا آتا ہے کہ یا صاف انکار یا پھر خاموشی۔ وہ تو ایک بے ضمیر آمر کا دور تھا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس کے بعد کی جمہوری حکومت، پھر اس کے بعد کی جمہوری حکومت، پھر تمام نام نہاد جمہوری حکومتیں، پھر جنرل پرویز مشرف صاحب کی ''روشن خیال، لبرل'' حکومت۔ ان سب نے کیا کیا۔ دنیا بھر کی تو خیر کیا بات، صرف پاکستان ہی میں احمدی پاکستانیوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ کسی حاکم کو اس معصوم جماعت کو خیال نہ آسکا۔ پاکستان کے سکولوں میں پہلی جماعت سے ڈگری کلاسوں تک کے طلباء کو طوطے کی طرح یہ جملہ یاد کروایا جاتا ہے کہ پاکستان میں اقتدارِ اعلیٰ کا تصور یہ ہے کہ یہ حاکم وقت کے پاس خدا کی سونپی ہوئی ایک امانت ہے۔ تعجب ہے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ پاکستان میں سال ہا سال سے روا رکھا جانے والا ظالمانہ سلوک کبھی بھی، اقتدار کے کسی بھی امین کے ضمیر کو بیدار نہ کر سکا۔ اور ایسا بھی نہیں کہ ہمارے ان آمروں، یا جمہوری نمائندوں یا روشن خیالوں کو مذہبی جلسہ جلوس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ تصویر کا دوسرا رخ تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو جلسہ کی اجازت سے ہمیشہ نوازا جاتا ہے جن کے بارہ میں تمام دنیا جانتی ہے کہ ان کا منہ جب کھلتا ہے، مغلظات بکنے کے لئے کھلتا ہے۔ ان کے جلسہ میں فرقہ واریت کو ہوا دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جاتی۔ ان کے جلسوں میں معصوم لوگوں پر بمباری اور خدا کی زمین پر تباہ کاری پھیلانے کے منصوبے ہوتے ہیں۔ مگر انہیں اجازت ہے کہ وہ جہاں چاہیں، جلسہ برپا کریں۔ اگر جلسہ نہیں کر سکتے تو احمدی۔

ابھی کچھ ماہ اُدھر کی تو بات ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کہلانے والی انتہا پسند تنظیم نے پہلے اپریل میں، پھر ستمبر کے پہلے ہفتہ میں اور پھر ستمبر کے آخری ہفتہ میں حکام سے اجازت حاصل کر کے احمدی اکثریت کی آبادی والے شہر ربوہ میں کھلے عام اپنے جلسے منعقد کئے۔ ہزاروں کی تعداد میں مذہبی دہشت گرد، مدرسوں میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کی ناپاک تعلیم دینے اور پانے والے بے رحم مُلّاں ٹرکوں بسوں میں لاد لاد کر اس پُرسکون بستی میں آئے۔ کئی روز تک جلسہ کرتے رہے اور اشتعال انگیز تقاریر کر کے نفرت پھیلاتے رہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ پاکستان اور دنیا بھر کے ان تمام معصوم احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جو محض للہ مختلف قسم کی صعوبتوں اور اذیتوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ مولا کریم ان سب پر رحم فرمائے، استقامت دے اور اسلام احمدیت کے دشمنوں کو ہدایت دے اور جن کے مقدر میں اس کے نزدیک ہدایت نہیں انہیں خود اپنی قدرت سے عبرت کا نشان بنا دے۔

(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

تھک گیا سورج چلدا چلدا　　بُجھ گیا دیوا بلدا بلدا
آس دا بُوٹا سُک نہ جاوے　　پھُلدا پھُلدا ، پھَلدا پھَلدا
تھک نہ جاویں ، اَک نہ جاویں　　پیار دا پکھا جھلدا جھلدا
ویکھیں رستہ بھُل نہ جاویں　　کلّم کلّا چلدا چلدا
ڈاہڈے دے نال یاری لا کے　　ہُن پھردا اے ٹلدا ٹلدا
وہندیاں وہندیاں بُڈھا ہویا　　مُنّا اَکھاں مَلدا مَلدا
اشک نمانا یار پرانا　　سوچیں پے گیا ڈھلدا ڈھلدا
شہر دے کندھاں کوٹھے ڈھا کے　　رُک گیا راوی چلدا چلدا
دُکھاں دے دریا نوں پی کے　　رُڑھ گیا کنڈھا ڈھلدا ڈھلدا
ہجر دا پیہن ، دُکھاں دے دانے　　تھک نہ جاویں دلدا دلدا
سوہناں مٹی وچ جا سُتّا　　پیار دا پکھا جھلدا جھلدا
شالا ویکھیں ڈُب نہ جاویں　　دریاواں نوں ٹھلدا ٹھلدا
ہور وی دون سوایا لگے　　جھلّا طعنے جھلدا جھلدا
سوہنا سوں گیا سرگھی ویلے　　دعوت نامے گھلدا گھلدا
ہجر دی سُولی تے جا چڑھیا　　وصل دے وگن ولدا ولدا
دل تے داغ سی بدظنی دا　　کینسر بن گیا گلدا گلدا
دل دا کالا نہ ہو جاویں　　منہ تے کالک ملدا ملدا
مضطرؔ مٹی وچ جا سُتّا　　لُکدا چھُپدا ، ٹلدا ٹلدا
مضطرؔ ورگا کھوٹا سکّہ　　چل جاندا اے چلدا چلدا

〈(چوہدری) محمد علی مضطرؔ〉

فنافی اللہ ہونے کی دعا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے ربّ العالمین مَیں تیرے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ تُو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین''۔

(الحکم 21/فروری 1898ء۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 4 صفحہ 5)

نگرانی

(مقصود احمد علوی - جرمنی)

اگر ہم اپنی روزمرّہ زندگی کا بغور مشاہدہ کریں تو اس میں ہمیں ایسے بے شمار اصول کارفرما نظر آئیں گے جن کی جڑیں نہ صرف انسانی فطرت میں پیوست ہیں بلکہ ان کے ہمارے کاروبارِ زندگی اور افعال و کردار پر بھی بڑے گہرے اثرات مترتّب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہر ہوشمند انسان ناپسندیدہ افعال کے ارتکاب پر شرم محسوس کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ کسی دوسرے کو ان کا علم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اُسے یقین ہو کہ اُس کے ایسے عمل کو کوئی دوسرا بھی دیکھ سکتا ہے تو وہاں وہ اس کے ارتکاب سے پرہیز کرتا ہے۔ اسی طرح ملکی قوانین کے تحت ایسے افعال کی سزا اور پھر اُن کے قدرتی بدنتائج بھی لوگوں کو ارتکابِ جرم سے باز رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

نگرانی بھی انسان کو قوانین کی پابندی کرانے میں نہایت ہی اہم اور بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی کے کاروبار کو بہتر طور پر چلانے کیلئے دُنیا بھر کی حکومتوں نے اپنے اپنے حالات اور سمجھ کے مطابق ایک طرف تو لوگوں کی نگرانی کے انتظامات کر رکھے ہیں اور دوسری طرف قانون شکنوں کیلئے سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ بنکوں، کار پارکوں اور سٹوروں میں کیمرے نصب ہیں جو چوری کی وارداتوں میں کمی کا باعث ہیں۔ اس حوالہ سے پہریدار اور گشتی پولیس بھی بہت حد تک مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ریل گاڑیوں میں ٹکٹوں کی چیکنگ کا نظام ٹکٹ خریدنے پر مجبور کرتا ہے۔ کمرۂ امتحان میں نگرانی طلباء کو نقل کرنے سے باز رکھتی ہے۔ سڑکوں پر ٹریفک کنٹرول کیلئے نصب کیمرے مقررہ رفتار کی پابندی کرانے میں مدد دیتے ہیں۔ مختلف محکمہ جات اور فیکٹریوں کے کارکنان کی نگرانی اُنہیں اپنے کام میں مستعد رکھتی ہے۔

یہ تو ایک مختصر صورتِ حال دُنیا کے نگرانی کے نظام کی ہے۔ ایک ایسا ہی لیکن اس سے کہیں زیادہ مستحکم نظام اللہ تعالیٰ نے بھی قائم کر رکھا ہے جس کی تفاصیل اُس کی پاک کتاب قرآنِ شریف میں مذکور ہیں۔ اکثر لوگوں کو اس نظام کا علم ہے لیکن ایک تو یہ ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا اور دوسرے اس نظام کے تحت قانون شکنوں کی عموماً فوری پکڑ نہیں کی جاتی اس لئے اس کی موجودگی کا انسان کو احساس نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ نگرانی کے دینوی نظام کی نسبت خدا کے اس نظام کا خوف بھی اکثر لوگوں میں کم ہوتا ہے۔

پردۂ غیب میں موجود اس نظام کی تفاصیل بیان کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ غیب کے بارے میں کچھ وضاحت کر دی جائے۔ وہ سب حالات، واقعات اور اشیاء جن کے وقوعہ یا موجودگی کو حواسِ خمسہ سے معلوم نہ کیا جا سکے وہ انسان کیلئے غیب ہیں۔ اس تعریف کی روشنی میں جب ہم غور کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہمارے اکثر اعمال چاہے وہ دینی ہوں یا دنیوی، افعالِ شنیعہ سے اجتناب کی کوشش ہو یا اخلاقِ فاضلہ کا ظہور، سب کی بنیاد اسی غیب پر ایمان لانے پر ہے۔ نہ صرف قبل ازیں بیان کردہ حکومتوں کے نگرانی کے نظام کی پابندی کی بنیاد ایمان بالغیب پر ہے بلکہ انسان کی ہر قسم کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا مدار بھی غیب پر ایمان لانے پر ہی ہے۔ ایک زمیندار جو سخت محنت سے زمین تیار کر کے اُس میں دانے بکھیر آتا ہے، ایک طالب علم جو سارا سال کتابیں پڑھتا ہے، ایک تاجر جو لاکھوں کروڑوں کی رقم کاروبار میں لگا دیتا ہے اور ایک مزدور جو پورا مہینہ مزدوری کرتا ہے، ان سب کو آخر اپنی محنت کا پھل (جو اُن کی محنت کے وقت پردۂ غیب میں ہوتا ہے) کے ملنے پر ایمان ہی ہوتا ہے تو محنت کرتے ہیں۔ یہ سچی اور یقینی بات ہے کہ اگر اُنہیں یقین نہ ہو تو کبھی محنت نہ کریں۔

مذہبی نقطۂ نظر سے ایمان بالغیب کا انسان کے اعمال پر اثرات کا اگر جائزہ لیا جائے تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر قسم کے اعمال کی بنیاد ایمان بالغیب پر ہے۔ مذہب کا خلاصہ دو ہی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی۔ قرآنِ کریم نے بھی ان دونوں قسم کے حقوق کی کما حقہٗ ادائیگی کیلئے ایمان بالغیب کو ہی پہلا زینہ قرار دیا ہے۔ کسی انسان کیلئے ممکن ہی نہیں کہ وہ غیب پر ایمان لائے بغیر یہ دونوں حقوق ادا کر سکے۔ چنانچہ قرآنِ کریم کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ فلاح یافتہ ہونے والوں کے بارے میں فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (البقرہ:4) اب ظاہر ہے کہ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ میں حقوق اللہ کا ذکر ہے اور مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ میں حقوق العباد کا اور ان دونوں سے پہلے ایمان بالغیب کو رکھا ہے جس سے اس حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ پہلے ایمان بالغیب اور پھر حقوق کی ادائیگی۔ ارکانِ ایمان بھی سب کے سب غیب میں ہیں اور انہی پر اعمال کی بنیاد ہے۔

نگرانی کا خدائی نظام

قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ یہ نظام دُنیاوی حکومتوں کے نگرانی کے انتظامات سے کہیں زیادہ مستحکم ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ خدا کے نظام کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ قرآنِ پاک اس کی تفاصیل سے بھرا پڑا ہے جن کا پوری طرح احاطہ کرنا کسی بھی انسان کے بس میں نہیں۔ یہاں اس نظام کے صرف چار شعبہ جات کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ ہر شعبہ کے بارے میں سینکڑوں آیات میں سے صرف دو دو تین تین کے حوالوں کی مدد سے کچھ تفصیل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

(1) ذاتی نگرانی

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خود نگرانی فرماتا ہے۔ اُس کی ایک صفت بصیر ہے یعنی دیکھنے والا۔ وہ بغیر آنکھوں اور روشنی کے ہر وقت اور ہر جگہ دیکھتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (الحدید:5) ترجمہ: ’’اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اُس پر ہمیشہ گہری نظر رکھنے والا ہے۔‘‘

دُنیا کے محکموں کے بس میں بھلا کہاں ہے کہ وہ ہر انسان کی ہر وقت اور ہر جگہ نگرانی کر سکیں۔ بیشمار ایسے مواقع ہر وقت موجود رہتے ہیں کہ انسان دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو سکتا ہے جہاں اُس کی نگرانی کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کیسا پکا انتظام کر رکھا ہے۔ وہ ہر وقت ہر انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور جو کچھ بھی وہ کرتا ہے اُسے بذاتِ خود دیکھ رہا ہوتا ہے۔ کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ نگرانی کا اس سے بہتر نظام بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ اب کون ہے جو اس انتظام سے چھپ کر کوئی فعل کر سکے؟

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت علیم اور ایک خبیر بھی ہے یعنی ہر ایک چیز اور ہر ایک بات کا دائمی علم رکھنے والا اور جاننے والا۔ ان صفات میں اتنی وسعت ہے کہ بیچارہ انسان تو ایک طرف فرشتوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی۔ اُنہوں نے بھی یہی کہا کہ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرۃ:33) ہم کمزوروں کیلئے تو اُس کا بصیر ہونا ہی بہت کافی تھا اور کسی کے بس میں نہ تھا کہ وہ کوئی معمولی سی حرکت بھی اُس سے چھپا سکتا لیکن بہرحال اُس نے اپنی ان دونوں صفات کے حوالے سے بھی انسان کی نگرانی کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: قُلْ اِنْ تُخْفُوا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ اللّٰہُ (آل عمران: 30) ترجمہ: تو کہہ دے خواہ تم اُسے چھپاؤ جو تمہارے سینوں میں ہے یا اُسے ظاہر کرو اللہ اُسے جان لے گا۔‘‘ پھر فرمایا اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ (الشوریٰ :28) ترجمہ: یقیناً وہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر (اور اُن پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔‘‘ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (المؤمن:20) ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور اُسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔‘‘

نگرانی کا یہ شعبہ کیسا حیرت انگیز اور ہر پہلو سے مکمل ہے۔ ابھی کوئی فعل کیا ہی نہیں، کوئی حرکت ہوئی ہی نہیں۔ صرف دل میں ارادہ کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اُس ارادے کو بھی جانتا ہے۔ نظر غصّے والی تھی یا حقارت کی یا پھر للچائی ہوئی، سب اُس کے علم میں ہوتا ہے۔

(2) کراماً کاتبین کی نگرانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کی نگرانی کرنے اور اُس کے اعمال کا ریکارڈ محفوظ رکھنے کیلئے فرشتے بھی مقرر کر رکھے ہیں۔ فرماتا ہے: وَ اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (الانفطار: 11-13) ترجمہ: ’’جبکہ یقیناً تم پر ضرور نگران مقرر ہیں۔ معزز لکھنے والے۔ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔‘‘ اسی طرح نگرانی کے اس شعبے کا ان الفاظ میں بھی ذکر ملتا ہے: اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ـ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ (ق:18-19) ترجمہ: جب دو بات پکڑنے والے بات پکڑتے ہیں، دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ کوئی بات نہیں کہتا مگر اُس کے پاس ہی (اُس کا) ہمہ وقت مستعد نگران ہوتا ہے۔‘‘

ان آیات کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’یہاں انسانوں کے اعمال کی نگرانی کرنے والوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اُن کے دائیں طرف کے فرشتے اُن کے نیک اعمال تحریر کرتے ہیں اور بائیں طرف والے فرشتے بد اعمال کو۔ یہ ظاہری آنکھ سے دکھائی دینے والے کوئی فرشتے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ایک نظامِ شہادت ہے جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔‘‘ (ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 938)

(3) اعضائے انسانی کی نگرانی

دراصل یہ شعبہ بھی نظامِ شہادت کا ہی ایک حصہ ہے۔ اِس شعبے کو ہم یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح غذاؤں کا انسانی جسم اور روح پر اثر ہوتا ہے اِسی طرح انسان کے افعال و کردار اور اندازِ فکر کے اثرات بھی انسانی اعضاء پر مرتّب ہوتے رہتے ہیں۔ چہرے کی شناخت کا علم رکھنے والے اِس کی ایسی ایسی تفاصیل بیان کرتے ہیں کہ انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ خدا کے مُرسلین اور پھر دیگر مقرّبین اور اولیاء کرام کے چہروں پر برستا ہوا نور اُن کی اندرونی پاکیزگی اور معصومیّت پر گواہ ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’نور خدا دا منہ تے وسّے ولیاں ایہہ نشانی‘‘۔ یعنی چہروں پر برسنے والا خدا کا نور اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ خدا کے ولی ہیں۔ اب اگر نیک اعمال اور اندرونی پاکیزگی کے اثرات چہرے پر ظاہر ہو سکتے ہیں تو یقیناً بداعمال اور باطنی خباثت بھی بعض چہروں پر ضرور نظر آتی ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ذکر کرتے ہیں کہ افلاطون کو علمِ فراست میں بہت دخل تھا اور اس کے دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا جسے حکم تھا کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے تو اوّل اس کا حلیہ بیان کرو۔ اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کر کے پھر اگر قابلِ ملاقات سمجھتا تو ملاقات کرتا ورنہ ردّ کر دیتا۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 128)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعمال کے اثرات چہرہ پر بھی پڑتے ہیں اور صاحبِ فراست ان اثرات کو پہچان لیتے ہیں۔ دیگر اعضائے انسانی کا بھی یہی حال ہے کہ وہ گواہی دیتے ہیں کہ اُن سے کیا کیا کام لئے جاتے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے اعضائے بدنی بھی ہم پر نگران ہیں اور وہ قیامت کے روز ہمارے اعمال کے بارے میں زبانِ حال سے ہم پر گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں اس نظامِ شہادت کا ان الفاظ میں ذکر فرماتا ہے: حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْھَا شَھِدَ عَلَیْھِمْ سَمْعُھُمْ وَاَبْصَارُھُمْ وَجُلُوْدُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ـ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِھِمْ لِمَ شَھِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ـ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ

عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (حٰم سجدہ:21 تا 23) ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ اُس (آگ) تک پہنچیں گے اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے اُن کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کیسے کیسے عمل کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم نے کیوں ہمارے خلاف گواہی دی؟ وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے ہمیں بولنے کی توفیق دی جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے اور وہی ہے جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور تم (اِس سے) چھپ نہیں سکتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہاری سماعت گواہی دے اور نہ تمہاری آنکھیں (گواہی دیں) اور نہ تمہاری جلدیں۔ لیکن تم یہ گمان کر بیٹھے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے اعمال کا علم ہی نہیں۔"

(4) اعمال نامہ

انسان کے اعمال کا ایک تحریری ریکارڈ بھی ساتھ ساتھ تیار ہوتا رہتا ہے۔ مذہبی اصطلاح میں اس کا نام اعمال نامہ ہے۔ یہ اتنا تفصیلی ریکارڈ ہے کہ قرآن پاک میں آتا ہے جب یہ ریکارڈ انسان کے سامنے پیش کیا جائے گا تو وہ اسے دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ اِس میں تو اُس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی حرکت کو بھی نوٹ کیا گیا ہے۔ اس اعمال نامے کا ذکر قرآن پاک میں مختلف پیراؤں میں ملتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (الکہف:50) ترجمہ: "اور کتاب پیش کی جائے گی تو مجرموں کو تُو دیکھے گا کہ جو کچھ اُس میں ہے وہ اُس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے: اِس کتاب کو کیا ہوا ہے کہ نہ یہ کوئی چھوٹی چیز چھوڑتی ہے اور نہ کوئی بڑی چیز مگر اِس نے اِن سب کو شمار کر لیا ہے اور وہ جو کچھ کرتے رہے ہیں اُسے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر اس اعمال نامے کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے: وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (بنی اسرائیل:14-15) ترجمہ: "اور ہر انسان کا اعمال نامہ ہم نے اُس کی گردن سے چمٹا دیا ہے اور قیامت کے دن اُس کیلئے اُسے ایک کتاب کی صورت میں نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔ اپنی کتاب پڑھ! آج کے دن تیرا نفس تیرا حساب لینے کیلئے کافی ہے۔"

یہ ہے نگرانی کے خدائی نظام کا ایک مختصر سا نقشہ۔ اِن انتظامات کی تفاصیل پڑھ کر انسان اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگتا ہے اور ایک خوف کی کیفیت اُسے گھیر لیتی ہے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر اُس کی ہر حرکت و سکون حتی کہ دلی ارادے اور کیفیات تک اس طرح ریکارڈ ہو رہی ہیں گویا کہ اُن کی فلم بن رہی ہے تو میرا بنے گا کیا؟ لیکن یہ بھی جاننا چاہئے کہ جس شخص پر اِس نگرانی اور حساب کتاب کا خوف طاری ہو جائے تو وہ بہت ہی خوش قسمت اور مبارک ہے کیوں کہ یہی وہ احساس ہے جو اُسے برائیوں سے بچنے میں مدد دے گا۔ یہی تقویٰ کی پہلی منزل ہے۔ خدا خوفی محاسبہ کے اس احساس کے حوالے سے ایک واقع یہاں درج کیا جاتا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ہے اور خود آپؓ ہی کی زبانی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"میری تو یہ حالت ہے کہ مَیں جمعہ کیلئے نہا رہا تھا۔ نفس کا محاسبہ کرنے لگا اور اس خیال میں ایسا محو ہوا کہ بہت سا وقت گزر گیا۔ آخر میری بیوی نے مجھے آواز دی کہ نماز کا وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ وقت کا یہ حال اور ہم ہیں کہ ننگ دھڑنگ بیٹھے لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ (البقرہ:285) کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اگر میری بیوی مجھے یاد نہ دلاتی تو ممکن ہے اسی حالت میں شام ہو جاتی۔"

(ترجمہ: "اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور خواہ تم اُسے ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے یا اُسے چھپاؤ اللہ اُس کے بارے میں تمہارا محاسبہ کرے گا۔" اصل عبارت میں ترجمہ نہیں دیا گیا۔ ناقل)۔ نیز آپ نے فرمایا: "غرض تم لوگ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں جانتا ہے اور ایک دن تمہارا حساب ہوگا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جون 1913ء بحوالہ خطبات نور صفحہ569)

ایک دوسرا نقطہ نظر بھی ہے کہ نگرانی کے انتظامات چاہے دنیوی ہوں یا خدائی یہ خود انسان ہی کی بہتری اور حفاظت کیلئے ہوتے ہیں اور ان سب کا مقصد صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ انسان نقصان دہ امور اور اُن کے بد نتائج سے محفوظ رہے۔ اگر ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کیمروں، گشتی پولیس اور افسران بالا کی نگرانی، کمرۂ امتحان میں ممتحن کی نگرانی، والدین کی نگرانی وغیرہ خود ہماری ہی بہتری اور حفاظت کیلئے ہے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی کے انتظامات میں بھی انسان ہی کا فائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں محض اپنے فضل سے نگرانی کے اپنے نظام پر یقین کامل عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں ہر وقت یہ احساس زندہ رہے کہ ہماری ہر حرکت و سکون اور ہر قول فعل حتی کہ دلی ارادوں تک کی ہر لحہ نگرانی کی جا رہی ہے اور ہر کام کرتے وقت ہمارا دھیان اس طرف ضرور جائے کہ ہمارا خدا ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اور ہم ہمیشہ اس کی تعلیم، اس کی منشاء اور اس کی رضا کے مطابق زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ ہمارے شب و روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پاکیزہ ارشاد کے مطابق بن جائیں کہ:

"چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

❀❀❀❀❀

علمی تحقیق کے نام پر بعض مستشرقین کا اسلام دشمنی پر مبنی رویہ

از صفحہ نمبر 9

کسر شان لازم آتی ہے۔ کوئی اپنی عقل پر ناز کرے یا بزعم خود کسی دوسرے نبی کا تابع بن بیٹھے۔ اس کے لئے یہی سیدھا راستہ ہے کہ اول انتہا کی کوشش کر کے قرآن شریف کے حقائق و معارف کے مقابلہ پر اپنی عقل یا اپنی الہامی کتاب میں سے ویسے ہی حقائق حکیمہ نکال کر دکھلا دے پھر جو چاہے بکا کرے۔

مگر قبل اس کے جو اس مہم کو انجام دے سکے جو کچھ وہ کسر شان قرآن شریف کرتا ہے یا جو الفاظ تحقیرانہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کے حق میں بولتا ہے وہ حقیقت میں اسی نادان ناقص العقل پر یا اس کے کسی نبی و بزرگ پر وارد ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر آفتاب کی روشنی کو تاریکی قرار دیا جائے تو پھر بعد اس کے اور کون سی چیز رہے گی جس کو ہم روشن کہہ سکتے ہیں"۔

(براہین احمدیہ حاشیہ نمبر گیارہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ358,359 ایڈیشن اول صفحہ 308)

لیکن افسوس صد افسوس کہ رسول کریم ﷺ کے اعلیٰ مکارم اخلاق کو نظر انداز کرتے ہوئے بار بار اس قسم کے قیافے اور بلا ثبوت اندازے سادہ لوح اور ناواقف لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں اور پھر اہل اسلام کی طرف سے ان کے وساوس کے ردّ میں تمام تر ثبوت پیش کرنے کے باوجود بھی معاندین کا رویہ نہیں بدلتا۔

اسی قسم کے گندے اور خلاف واقعہ حملوں پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم یافتہ کہلاتے ہوئے اور تہذیب کا دعویٰ کرتے ہوئے کروڑوں انسانوں کے روحانی پیشواؤں پر قیاسی باتوں کی بنا پر کس طرح حملہ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ خود ان لوگوں کے اخلاق اس قدر گرے ہوئے اور ذلیل ہوتے ہیں کہ انسانیت کو ان سے شرم آتی ہے۔ ان کی یہ جرأت محض اس وجہ سے ہے کہ اس وقت عیسائیوں کو حکومت حاصل ہے اور ان کو یہ شرم بھی نہیں آتی کہ جب مسلمان دُنیا پر حاکم تھے اور مسیحیوں کا حال اس سے بھی پتلا تھا کہ جو اس وقت مسلمانوں کا مسیحیوں کے مقابل پر ہے اس وقت بھی مسلمانوں نے یسوع ناصری کے بارہ میں سخت الفاظ کبھی استعمال نہیں کیے۔ مسلمانوں نے ہزار سال تک مسیحی ممالک پر حکومت کر کے ان کے سردار کی جس عزت کا اظہار کیا کاش مسیحی لوگ دو تین سو سال کی حکومت پر ایسے مغرور نہ ہو جاتے کہ ان نبیوں کے سردار پر اس طرح درندوں کی طرح حملے کرتے اور مسلمانوں کے اس احسان کا کچھ تو خیال کرتے کہ انہوں نے یسوع کے خلاف کبھی جارحانہ قدم نہیں اُٹھایا"۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 253)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

دُعا کی اہمیت اور آداب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے تعلق کے لئے بہت سے سامان ہیں پھر بھی بہت سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ ان وسوسوں سے بچنے کے لئے ایک ذریعہ دُعا ہے۔ مثلاً تمہیں ایک خزانہ ایسا مل جاوے۔ جس میں سے جب اور جو چیز چاہو مل جاوے...... پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہوتے تھے کہ فلاں دیو نے فلاں لڑکے کو ایک ایسی چیز دی جس میں سے جو چاہو نکل آتا تھا مگر یہ تو جھوٹ ہے۔ ہاں ایک خزانہ ایسا ہے جس میں ہاتھ ڈالیں تو جو چاہیں مل سکتا ہے۔ وہ خزانہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس خزانہ سے حاصل کرنے کا دروازہ دُعا ہے۔ دُعا کے ذریعہ سب کچھ مل سکتا ہے۔ دُعا بڑا زبردست آلہ ہے اور اس کے مقابل میں ہوا اور سمندر نہیں ٹھہر سکتے۔ ہم نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے خط لکھا کہ مَیں چھ سال سے شادی کی کوشش کر رہا ہوں مگر ناکام ہوں آپ میرے لئے دعا کریں۔ مَیں نے اس کے لئے دعا کی تو مجھے معلوم ہوا کہ قبول ہو گئی۔ مَیں نے اس شخص کو خط لکھا۔ اس کو جواب آیا کہ جس وقت آپ کا خط آیا اُسی وقت یہاں کا ایک رئیس میرے گھر آیا اور کہا کہ میری لڑکی جوان ہے اور مَیں اس کی شادی تمہارے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔

پس خدا دُعاؤں کو ایسے طور پر سنتا ہے کہ ناواقف کو یقین ہی نہیں ہوتا۔ اگر ہمیں رزق کی ضرورت ہے تو خدا رازق ہے اور اگر ہمیں پردہ پوشی کی ضرورت ہے تو خدا کا نام ستّار ہے اور اگر عزت کی ضرورت ہے تو خدا کا نام مُعِزّ بھی ہے۔ پس دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں کہ خدا کے ناموں میں نہ پائی جائے۔ جب تمام اچھی صفتیں خدا میں پائی جاتی ہیں تو ہمیں جو چیز مطلوب ہو خدا کی اُسی صفت کا نام لے کر جس کے ماتحت چیز ہو ہمیں دُعا مانگنی چاہئے۔ اب مَیں چند دُعا کے قبول ہونے کے طریق بیان کرتا ہوں۔

(1) پہلی بات یہ ہے کہ حرام مال کھانے والے کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اس لئے ہمیشہ پاک مال کھانا چاہئے۔

(2) دوسری بات یہ ہے کہ دُعا کرنے والا توجہ سے دعا کرے اور یقین رکھے کہ خدا فضل اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر توجہ سے کرے تو ضرور قبول ہوگی۔

(3) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح دُعا مانگنی ہو تو اسی نام سے مانگا کرو۔ مثلاً پرورش میں کچھ نقص ہو تو دعا کرے اے ربّ مجھے پاک کر اور جب رزق مانگے تو کہے کہ اے رزاق مجھے رزق دے۔ جب تم اس کے ناموں سے دعا مانگو گی تب خدا بہت دعائیں سنے گا۔

(4) دعا مانگنے والا لوگوں پر خود بھی رحم کرے تو خدا اس کی دعا کبھی ردّ نہیں کرتا کیونکہ خدا کو غیرت آ جاتی ہے کہ جب یہ بندہ دوسرے کی درخواست ردّ نہیں کرتا تو مَیں بادشاہ ہو کر کیوں ردّ کروں"۔

(الأزھار لذوات الخمار۔ صفحہ50-51)

خطبہ جمعہ

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہے جس نے اسلام کا دفاع کرنا ہے، اللہ کے بندوں کو اللہ کے حضور جھکنے والا بنانا ہے، محبتیں بکھیرنی ہیں اور اسلام کی صحیح اور خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلانی ہے۔ انشاء اللہ

ہماری مسجدوں کے میناروں سے اللہ تعالیٰ کے نور کی کرنیں پھیلنی چاہئیں

نئے سال میں برلن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ برلن میں اسلام احمدیت کی تاریخ کے حوالہ سے مختلف امور کا تذکرہ

(مسجدوں کو آباد کرنے والے مومنین کی علامات کا قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے پرمعارف تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو نہایت اہم نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 29؍دسمبر 2006ء بمطابق 29؍فتح 1385 ہجری شمسی بمقام بیت السبوح، فرینکفورٹ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اس دفعہ مَیں اس موسم میں امیر صاحب کے کہنے پر، جماعت جرمنی کی دعوت پر اس لئے آیا ہوں کہ امیر صاحب کی خواہش تھی کہ جو مساجد سال میں تعمیر ہوئی ہیں ان کا افتتاح ہو جائے۔ وہ ایک مہینہ پہلے مجھے بلانا چاہتے تھے لیکن مَیں نے یہ دسمبر کا آخر رکھا تھا اور بعض مساجد کا سنگ بنیاد بھی رکھنا ہے۔ ان سے یا یہ کہنا چاہئے کہ جماعت جرمنی سے وعدہ تو میرا یہ تھا کہ ہر سال پانچ مساجد بنائیں گے تو افتتاح کیلئے آؤں گا۔ لیکن ابھی تک اس سال کی جو بنائی گئی ہیں، جن کا افتتاح ہونا ہے صرف تین ہیں۔ تو ان مساجد کیلئے افتتاح کے لئے آنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مَیں اب آپ سے تین پر راضی ہو گیا ہوں کہ چلو کچھ تو ہاتھ آیا۔ میرا زیادہ مقصد اور خواہش جو مجھے یہاں لائی ہے وہ برلن کی مسجد کا سنگ بنیاد ہے۔ کیونکہ یہاں مسجد تعمیر کرنا بھی جماعت کیلئے ایک چیلنج ہے۔ آج کل کے حالات کے لحاظ سے بھی اور تاریخی اعتبار سے بھی اس جگہ کی خاص اہمیت ہے۔ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کو برلن میں مسجد بنانے کی بڑی خواہش تھی اس کے لئے چندہ بھی جمع کیا گیا جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں لیکن حالات کی وجہ سے پھر وہ رقم لندن، بیت الفضل کی تعمیر میں خرچ کر دی گئی۔

برلن کی مسجد کیلئے جیسا کہ پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں عورتوں نے چندہ جمع کیا تھا اور بڑی قربانی کر کے انہوں نے چندہ جمع کیا تھا۔ لجنہ نے اس زمانہ میں ہندوستان میں یا صرف قادیان میں، زیادہ تو قادیان میں کہنا چاہئے ہوتی تھیں، تقریباً ایک لاکھ روپیہ جمع کیا تھا اور حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش کیا جو اس وقت کے لحاظ سے ایک بہت بڑی رقم تھی، بڑی خطیر رقم تھی اور زیادہ تر قادیان کی غریب عورتوں کی قربانی تھی جس کا مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کسی نے مرغی پالی ہوئی ہے تو بعض مرغی لے کے آ جاتی تھیں۔ کوئی انڈے بیچنے والی ہے تو انڈے لے کر آ گئی۔ کسی کے گھر میں بکری ہے تو وہ بکری لے کر آ گئی۔ کسی کے گھر میں کچھ نہیں ہے تو گھر کے جو برتن تھے تو وہی لے کر آ گئی۔ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے ایک دفعہ تحریک جو کی تھی میرا خیال ہے کہ یہی تحریک تھی۔ فرماتے ہیں کہ مَیں نے جو تحریک کی تو عورتوں میں اس قدر جوش تھا کہ ان کا دل چاہتا تھا کہ سب کچھ گھر کا سامان جو ہے وہ دے دیں۔ ایک عورت نے اپنا سارا زیور جو تھا سارا چندے میں دے دیا۔ اور گھر آئی اور کہنے لگی کہ اب میرا دل چاہتا ہے کہ (غریب سی عورت تھی معمولی زیور تھا) کہ اب مَیں گھر کے برتن بھی دے آؤں۔ اس کے خاوند نے کہا کہ تمہارا جو زیور تم نے دے دیا ہے کافی ہے۔ تو اس کا جواب یہ تھا کہ اس وقت میرا اتنا جوش ہے کہ میرا اگر بس چلے تو تمہیں بھی بیچ کے دے آؤں۔ تو گو کہ جواب صحیح نہیں ہے لیکن یہ اس جوش کو ظاہر کرتا ہے جو قربانی کیلئے عورتوں میں تھا۔ حیرت ہوتی تھی اس وقت کی عورتوں کی قربانی دیکھ کر اور آج کل جو آپ اس وقت کے حالات کے مقابلے میں بہت بہتر حالات میں ہیں تو کہنا چاہئے انتہائی امیرانہ حالت میں رہ رہے ہیں۔ فرق بڑا واضح نظر آتا ہے۔ آپ لوگ آج شاید وہ معیار پیش نہ کر سکیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے جو ان لوگوں نے کئے تھے۔

کچھ عرصہ ہوا آپ کے صدر صاحب انصار اللہ نے مجھے لکھا کہ انصار اللہ نے 100 مساجد کیلئے وعدہ کیا ہوا ہے۔ پانچ لاکھ یا جتنا بھی تھا۔ جو مَیں نے ٹارگٹ دیا تھا ساروں کو اور فلاں فلاں اخراجات ہو گئے ہیں اس لئے مرکز ہمیں اتنے عرصہ کے لئے کچھ قرض دے دے تاکہ انصار اللہ اپنا وعدہ پورا کر سکے۔ تو مَیں نے ان کو جواب دیا تھا کہ بالکل اس کی امید نہ رکھیں۔ یہ گندی عادت جو آپ ڈالنا چاہتے ہیں اپنے آپ کو اور پھر ایک آپ کو جو یہ گندی عادت پڑے گی تو باقی تنظیموں کو بھی پڑے گی۔ اس کو مَیں نہیں ہونے دوں گا خود ہمت کریں، خود رقم جمع کریں۔ انہوں نے وعدہ پورا کیا یا نہیں کیا مجھے نہیں پتہ لیکن بہرحال انکار ہو گیا تھا۔ تو میں نے سوچا تھا کہ اگر انہوں نے زیادہ زور دیا یا کسی اور تنظیم نے لکھا تو پھر مَیں ان کو یہی جواب دوں گا کہ اب مَیں پاکستانی احمدیوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے ان امیر بھائی بہنوں کی مدد کریں کیونکہ یہ ہمت ہار رہے ہیں۔ اور کچھ تھوڑا بہت جوڑ کر آنہ دو آنے چندہ جمع کریں اور ان لوگوں کو بھجوا دیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میرا انصار اللہ کو جو جواب تھا وہ کافی اثر کر گیا اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب آپ لوگ خود اپنے پاؤں پہ ساری تنظیمیں کھڑی ہوں گی۔

تو بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس مسجد کی جو برلن میں مسجد انشاء اللہ شروع ہو گی۔ میرے نزدیک یہ بڑی اہمیت کی حامل ہے جس کو تقریباً 86 سال بعد حالات ٹھیک ہونے پر ہم بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آج جرمنی کو پھر ایک کر کے، دونوں جرمنی جو مغربی اور مشرقی جرمنی تھے ایک کر کے، دیوار برلن گرا کر ایسے حالات پیدا فرمائے ہیں کہ ہم وہاں مسجد بنانے کی خواہش کی تکمیل کرنے لگے ہیں انشاء اللہ۔ اس لئے ایک تو یہ ہے کہ فوری حالات ابھی سازگار ہیں فوری فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تعمیر شروع ہو جائے گی اور جلدی ختم بھی ہو جائے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ 2 جنوری 2007 کو وہاں سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ آپ بھی اور یہاں ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا کے احمدیوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے حالات ٹھیک رکھے اور یہ سنگ بنیاد رکھا بھی جائے اور مسجد کی تکمیل بھی ہو جائے۔ حکومتی اداروں کی طرف سے اللہ کے فضل سے اجازت مل چکی ہے۔ لیکن مقامی لوگوں میں ایک طبقہ ایسا ہے جن کو نیشنلسٹ کہتے ہیں، جو شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ چند ماہ پہلے جو علاقے کی کونسل کے لیڈرز نے سب کو اکٹھا کیا تھا کہ اس معاملے کو سلجھایا جائے تو ان لوگوں نے میٹنگ نہیں ہونے دی تھی اور اتنی شدید مخالفت کی تھی کہ ہمارے لوگ مشکل سے وہاں سے بچ کر واپس آ سکے تھے۔ تو اس

لحاظ سے بہت دعا کی ضرورت ہے۔ گزشتہ مہینے کی بات ہے کہ آپ کے امیر صاحب جب لندن میں مجھے ملے تھے اور بڑے پریشان تھے اور کوئی فیصلہ نہیں کر سک رہے تھے کہ مسجد کی بنیاد میں رکھوں یا کس طرح رکھی جائے یا کیا کیا جائے، جماعت بھی فیصلہ نہیں کر رہی تھی۔ تو مَیں نے انہیں کہا انشاء اللہ تعالیٰ مَیں سنگ بنیاد رکھوں گا اور یہ کوئی بات نہیں کہ حالات کی وجہ سے بنیاد رکھنے کے لئے نہ جاؤں۔ مَیں نے امیر صاحب سے کہا کہ انشاء اللہ جائیں گے اور اللہ مدد فرمائے گا۔ یہ سر پھروں کا جو گروہ ہے وہ ہمارے ساتھ زیادہ سے زیادہ کیا کر لے گا، چند ایک پتھر پھینک دے گا۔ تو یہ چیزیں ہمارے راستے میں روک نہیں بننی چاہئے۔ تو امیر صاحب نے مزاقاً کہا کہ جرمن پتھر نہیں پھینکتے، ٹماٹر مارتے ہیں۔ تو بہرحال جو بھی ہو انتظامیہ کچھ فکرمند ہے۔ لیکن اگر نیک مقصد کیلئے اللہ کا گھر بنانے کیلئے اس کی عبادت کرنے کیلئے اور اس کی عبادت کرنے والے پیدا کرنے کیلئے اور اسلام کا محبت اور امن کا پیغام پہنچانے کیلئے اگر ہم اللہ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے عجز سے دعائیں مانگتے ہوئے کہ وہ قادر توانا ہے جس نے ہمیں ہر آن آفات و مشکلات سے بچایا ہے مدد فرمائے اور ہم اس نیک کام کو انجام دیں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آسانیاں پیدا فرمائے گا۔

جرمن قوم عمومی طور پر اتنی سخت نہیں ہے جتنا کہ وہاں اظہار ہو رہا ہے۔ برلن میں جیسا اظہار کیا جا رہا ہے ایک تو نیشنلسٹ ہیں وہ قوم پرست جو ہیں ہر قوم میں ہوتے ہیں۔ اور مشرقی جرمنی میں ایک لمبے عرصے کے حالات کی وجہ سے ایک خاص ردّ عمل ہے۔ وہ لوگ زیادہ کھردرے ہو چکے ہیں۔ بہرحال لیکن دوسری بدقسمتی یہ ہے کہ بعض مسلمان گروپوں نے اس فضا کو اور زیادہ بگاڑا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ کسی بات کا یا کم از کم کسی مسلمان گروپ کا، جماعت کا یقین کرنے کو تیار نہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہے جس نے اسلام کا دفاع کرنا ہے۔ اللہ کے بندوں کو اللہ کے حضور جھکنے والا بنانا ہے۔ محبتیں بکھیرنی ہیں اور اسلام کی صحیح اور خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلانی ہے۔ انشاء اللہ

پس ایک تو مسجد بننے کے دوران بھی وہاں کے رہنے والے لوگ اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی قسم کی بدمزگی نہ ہو۔ اگر مخالفین کی طرف سے سخت رویہ اختیار کیا جائے تو آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ کل قادیان کے جلسہ کے دوران مَیں نے جو تقریر کی تھی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کا حوالہ دے کر یہی بتایا تھا کہ ہمارے لئے حکم یہی ہے کہ صبر کرو اللہ تعالیٰ وقت پر سب کچھ ظاہر فرمائے گا، آسانیاں پیدا فرمائے گا۔ انگلستان میں جب ہارٹلے پول کی مسجد کی بنیاد رکھی گئی اور وہاں تعمیر شروع ہوئی تو وہاں بھی بعض اسلام مخالف گروپوں نے، نوجوانوں نے، تعمیر کے دوران پتھر وغیرہ پھینکے تھے۔ پتھر مارتے تھے، شیشے توڑتے تھے تو یہ حرکتیں وہاں بھی ہوتی تھیں۔ لیکن جماعت کے نمونے اور مثبت ردّ عمل کی وجہ سے اردگرد کے ہمسایوں نے کچھ عرصہ کے بعد ہمارا دفاع کرنا شروع کر دیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ہر کوئی اس بات کی تعریف کرتا ہے کہ آپ لوگوں نے ہمارے غلط تاثر کو جو اسلام کے بارے میں تھا اس کو بالکل دھو دیا ہے۔ پس یہ تاثر جو یہاں بھی پیدا کیا گیا ہے یہ تو وقت کے ساتھ ساتھ انشاء اللہ زائل ہو جائے گا۔ لیکن آپ لوگ کوشش کر کے اسلام کی تعلیم بھی ان لوگوں کو بتائیں۔ یہ آپ کا فرض ہے اور بتانی ہوگی۔ ان کو بتائیں کہ ہم یہ مسجد اس گھر کے نمونے اور اس مقصد کے لئے بنا رہے ہیں جو خدا کا پہلا گھر تھا اور جس کی بنیادیں رکھتے ہوئے ان باپ بیٹا نے جو دعائیں کی تھیں، وہ تھیں۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرة:129) کہ اے ہمارے رب ہم اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے۔ ہماری ذریت میں سے بھی اپنی فرمانبردار اُمّت پیدا کر اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا۔ تو ایسے بندے بنا دے جو تیرے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ تیرے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں اور تیری مخلوق کے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں محبت پیار اور امن کا پیغام دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ اور صرف ہم نہیں بلکہ ہماری اولادیں بھی ان نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ہوں۔ ہمارا مقصد تو اس گھر کی بنیاد سے، اس گھر کی تعمیر سے یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرنے والے بنیں۔ ہمیں عبادت کے وہ طریق سکھا جس سے ہم تیرا پیار حاصل کر سکیں اور ہمیشہ ہم تیری راہ میں تیری خاطر قربانی کرنے والے اور تیری عبادت کرنے والے رہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کی یہ بھی دعا ہمیں بتائی کہ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرة:128) کہ اے ہمارے رب ہماری دعائیں قبول فرما، ہماری قربانیاں قبول فرما، تیری عبادت کی طرف توجہ رکھنے اور تیرے حکموں پر عمل کرنے کی ہماری جو کوشش ہے اپنے فضل سے اس کو قبول فرماتے ہوئے اس میں برکت ڈال دے۔ اور اس سے پہلے جو آیت ہے اس میں ذکر یہ ہے کہ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (البقرة 127) پس آپ لوگ یہ اعلان کریں کہ ہماری مسجدیں اس گھر کی تتبع میں ہیں، جہاں بھی بنتی ہیں، جہاں بھی بنیں گی، جس علاقے میں جہاں بھی بن رہی ہیں یہ اس شہر میں جہاں پر تعمیر ہو رہی ہیں امن کا پیغام پہنچانے اور امن قائم کرنے اور پیار محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے والوں کی دعاؤں کے لئے بنیں گی۔ اس لئے تم لوگ بے فکر رہو۔ ہماری مسجد سے تم دیکھو گے کہ اللہ کے حضور جھکنے والوں کے چشمے پھوٹیں گے۔ ہماری مسجدوں کے میناروں سے اللہ کی آخری اور کامل شریعت کی تعلیم کے نور کی کرنیں ہر سُو پھیلیں گی۔ پس ہم سے کسی قسم کا خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو دنیا کے خوفوں کو دور کرنے والے ہیں۔ ہم تو دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اپنی قربانیاں دینے والے لوگ ہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جو اپنے حقوق چھوڑ کر دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس یہ پیغام یہاں کے ہر باشندے کو پہنچائیں اور اس کیلئے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کریں۔ تو انہیں میں سے آپ دیکھیں گے کہ جو نیک فطرت لوگ ہیں آپ کے دفاع کیلئے نکلیں گے۔ جیسا کہ پہلے بھی کئی دفعہ تجربہ ہو چکا ہے اس ملک میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی یہاں جرمنی میں بھی بعض علاقوں میں۔ ہماری مسجدیں بنی ہیں تو پہلے وہی لوگ جو اعتراض کرتے تھے۔ جن کو ہماری مساجد کا ان کے علاقوں میں تعمیر ہونے پر اعتراض تھا اب وہ خود بڑھ کر ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ پس اگر آپ لوگ نیک نیت ہو کر قربانیاں دیتے ہوئے مسجدیں بنانے کی کوشش کریں گے تو برلن میں ایک نہیں کئی مسجدیں بنانے والے انشاء اللہ بن جائیں گے۔ پس شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ قربانیاں دیتے چلے جائیں اور عاجزی سے دعائیں کرتے چلے جائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر قربانیوں اور کوششوں کو قبول فرمائے۔ یہ نہیں کہ وعدہ پورا کرنے کیلئے جماعت سے ہی قرض مانگنے لگ جائیں جیسا کہ مَیں نے مثال دی ہے۔ دنیا میں بے شمار غریب جماعتیں ہیں جن کی مدد کرنی ہوتی ہے۔ اگر آپ جو صاحب توفیق ہیں ان کو ہی رقم دے کر رقم بلاک کر دی جائے تو دنیا میں جو بے شمار مساجد بن رہی ہیں، جن کی مدد کرنی پڑتی ہے مشن ہاؤسز بن رہے ہیں، دوسرے تبلیغ کے منصوبے ہیں تو وہ پھر اس رقم کے بلاک ہونے کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکتے۔ پس اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں اور قربانیاں کر کے جیسا کہ میں نے کہا عاجزی سے اللہ کے حضور التجا کریں۔ کہ اے اللہ ہماری قربانیاں قبول فرما اور اس سے زیادہ کی بھی توفیق دے۔ مالی قربانی نام ہی اس بات کا ہے کہ اپنے پر تنگی وارد کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ اللہ کے فضل سے جرمنی میں ایسے لوگ ہیں جو اس معیار پر پہنچے ہوئے ہیں۔ لیکن ابھی بھی بہت جگہوں پر بہت گنجائش ہے۔ آپ کی جان، مال، وقت کی قربانی ہی ہے جس نے جرمنوں کے دل جیتنے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اس ملک میں اسلام کے بارے میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے بارے میں خبر پہنچنے کی وجہ سے توجہ پیدا ہو گئی تھی۔ اگر دنیا کے حالات اور کچھ ہماری سستیوں کی وجہ نہ ہوتی تو یہاں بہت کام ہو سکتا تھا۔ لیکن اب آپ نے اس کا مداوا کرنا ہے اور ہونا چاہئے۔

یہاں مَیں ایک خط کا ذکر کرتا ہوں جو ایک جرمن عورت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا تھا۔ یہ بدر قادیان 1907ء میں کسی رپورٹ میں درج ہے۔ ایک عورت تھیں مسز کیرولین۔ انہوں نے لکھا کہ میں کئی ماہ سے آپ کا پتہ تلاش کر رہی تھی تا کہ آپ کو خط لکھوں اور آخرکار مجھے ایک شخص ملا ہے جس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا ہے۔ بلکہ ایڈریس جو دیا وہ بھی اس طرح ہے۔ لفافے پر لکھا ہوا تھا، بمقام قادیان علاقہ کشمیر ملک ہند، تو تب بھی قادیان پہنچ گیا۔ مَیں آپ سے معافی چاہتی ہوں کہ مَیں آپ کو خط لکھتی ہوں کہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ خدا کے بزرگ رسول ہیں اور مسیح موعود کی قوت میں ہو کر آئے ہیں اور مَیں دل سے مسیح کو پیار کرتی ہوں۔ مجھے ہند کے تمام معاملات کے ساتھ اور بالخصوص مذہبی امور کے ساتھ دلچسپی حاصل ہے۔ میں ہند کے قحط بیماری اور زلازل کی خبروں کو افسوس کے ساتھ سنتی ہوں۔ مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ مقدس رشیوں کا خوبصورت ملک اس قدر بت پرستی سے بھرا ہوا ہے۔ ہمارے لارڈ اور نجات دہندہ مسیح کے واسطے جس قدر جوش آپ کے اندر ہے اس کے واسطے مَیں آپ کو مبارکباد کہتی ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر آپ اپنے اقوال چند سطور کے مجھے تحریر فرما دیں۔ مَیں پیدائش سے جرمن ہوں اور میرا خاوند انگریز تھا۔ اگرچہ آپ شاندار قدیمی ہندوستانی قوموں کے نور کے اصلی پوت ہیں۔ تاہم میرا خیال ہے کہ آپ انگریزی جانتے ہوں گے۔ وہ لکھتی ہیں کہ اگر ممکن ہو تو مجھے اپنا ایک فوٹو ارسال فرمائیں۔ کیا دنیا کے اس

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حصہ میں آپ کی کوئی خدمت کرسکتی ہوں۔ آپ یقین رکھیں پیارے مرزا کہ مَیں آپ کی مخلصانہ دوست ہوں۔ کیرولین (دستخط)۔

تو یہ اس زمانے کی بات ہے جب رابطے اتنے آسان نہیں تھے جو آج کل ہیں۔ یہاں کوئی احمدی نہیں تھا، پتہ نہیں انہوں نے کہاں سے ایڈریس لیا۔ آج تو آپ یہاں ہزاروں میں ہیں۔ تبلیغ بھی کرتے ہیں اور مسجدیں بھی بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ گو کہ مادیت کی طرف دنیا آج پہلے سے زیادہ ہے، مذہب سے ہٹی ہوئی ہے۔ لیکن ایک بے چینی بھی ساتھ ہی ہے۔ اس لئے دنیا کی بے چینی دور کرنے کی کوشش کریں۔ اِن لوگوں کو اسلام کی خوبیاں بتائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر جماعت کا اور اسلام کا تعارف کروانا چاہتے ہو تو جس علاقے میں کوشش کرنا چاہتے ہوں وہاں مسجد بنا دو۔ اس کا مَیں پہلے بھی کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں کہ مسجدیں ہی ہیں جو تمہارا تعارف کروائیں گی۔ پس مسجدوں کا جال آپ کی تبلیغ میں آسانیاں پیدا کرے گا۔ اس لئے اس طرف خاص طور پر کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ ہم یہ کام جلد سے جلد سرانجام دینے والے بن جائیں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ مشرقی جرمنی میں اس پہلی ایک مسجد پر خوش نہ ہو جائیں بلکہ اور مسجدیں بنانے کی بھی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔

پھر برلن میں جماعت کی تاریخ اور مسجد بنانے کے حوالے سے خلافت ثانیہ کے دور میں ایک تاریخ کا صفحہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں، لکھا ہے کہ جرمنی میں سب سے پہلے پروفیسر فرنیزی ایل ایل ڈی اور ڈاکٹر اوسکا جیسے قابل مصنفوں کو احمدیت کی طرف توجہ ہوئی اور ان کے دیکھا دیکھی برلن کے کالجوں کے پروفیسروں اور طلباء میں بھی تحقیق سلسلہ کی جستجو پیدا ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ یہاں شاندار اسلامی مرکز قائم کرنے کا تھا اور اسی لئے مسجد برلن کی تحریک بھی آپ نے فرمائی۔ مگر جرمنی کے حالات بدل گئے اور کاغذی روپیہ کی عملی صورت بھی منسوخ ہوگئی۔ سونے کا سکہ بھی جاری ہوگیا۔ مسجد برلن کیلئے پہلے تیس ہزار کا اندازہ کیا گیا تھا پھر 15 لاکھ روپے کا اندازہ ہوا۔ تو ان حالات کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تعمیر مسجد کا کام ملتوی کردیا اور فیصلہ فرمایا کہ یورپ میں دو مرکز رکھ کر طاقت تقسیم کرنے کی بجائے دارالتبلیغ لندن ہی مضبوط کیا جائے اور اس سے وسط یورپ میں تبلیغ اسلام ہو۔ یہ فیصلہ مارچ 1924ء میں ہوا اور مئی 1924ء میں یہاں جرمنی میں جو مشن ہاؤس تھا وہ بند کردیا گیا۔

آج جماعت پر اللہ کا فضل ہے کہ یہاں جرمنی کی جماعت احمدیہ اَور مسجدوں کے علاوہ اس کے ساتھ ساتھ برلن کی مسجد کی تعمیر کی بھی تیاری میں ہے۔ اور جہاں 13 لاکھ روپیہ مشکل سے آتا تھا آج بہت ساری مساجد پر روپیہ خرچ کررہے ہیں اور اس کے باوجود میرا اندازہ ہے کہ اگر روپوں میں اسے دیکھا جائے تو سات آٹھ کروڑ روپے کا خرچ ہو جائے گا۔ پس ان فضلوں کو ہمیں شکرگزاری کی طرف اور زیادہ مائل کرنے والا ہونا چاہئے۔ پہلے سے بڑھ کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو یہاں کے لوگوں تک پہنچائیں۔ اور آپ کا جو پیغام ہے، آپ نے جو مسجدیں بنانی ہیں اور آپ کے روپے جو ہیں ان کی وجہ سے یہ مسجدیں جو ہیں اس ملک میں امن کا سمبل (Symbol) بن جائیں۔ امن و آشتی کا ایک نشان بن جائیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ہماری مسجدوں کے میناروں سے اللہ تعالیٰ کے نور کی کرنیں پھیلنی چاہئیں جس کا ادراک ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی خوبصورت تعلیم کے ذریعہ سے کروایا ہے تو جب تک ہم اس نور کو پھیلانے والے نہیں بن سکیں گے تب تک ہم مسجدوں کے حقوق ادا نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے مسجدوں کی تعمیر کے مقصد کو جاننے والا بننا ہوگا کہ مقصد کیا ہے اور ہم نے کیا کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ (التوبۃ:18) اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔ یہ وہ سبق ہے، یہ وہ حکم ہے، جو ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر اللہ تعالیٰ پر کامل اور مکمل ایمان کے یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم اللہ کا گھر بنا رہے ہیں جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ اللہ پر ایمان کی شرائط جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں وہ کیا ہیں؟ صرف اتنا کہہ دینا کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ کافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے لئے بعض شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے پر ایمان لانے والے کی ایک شرط یہ ہے کہ ایمان لانے میں سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتا ہو۔ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ: 166) ہر غیر اللہ کاروبار روپیہ جائیداد سونا چاندی زیور رشتہ دار اولاد کی ایک مومن کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہونی چاہئے، نہ کسی مخفی شرک میں مبتلا ہو، نہ کسی ظاہری شرک میں مبتلا ہو۔ ایسے لوگوں کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسجدوں میں ہر قسم کے لالچ اور مفاد سے بالا ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے آتے ہیں۔

پھر ایک نشانی اللہ پر ایمان والوں کی یہ بتائی کہ جب اللہ کا نام ان کے سامنے لیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ فرمایا اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (الانفال:3) کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات ان کے سامنے بیان کئے جائیں تو فوراً توجہ کرتے ہیں ڈرتے ہیں کہ نافرمانی سے کہیں پکڑے نہ جائیں، کسی گرفت کے نیچے نہ آجائیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ بعض لوگ چاہے چند ایک ہی ہوں یہاں یا دنیا میں کہیں بھی بڑے انہماک سے خطبے بھی سنتے ہیں، جماعت کے اجلاسوں میں بھی شامل ہوتے ہیں لیکن عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کا کام ہے اللہ رسول کی باتیں بتانا۔ انہوں نے بتا دیں، تم نے بھی سن لیں، مَیں نے بھی سن لیں لیکن کروں گا وہی جو میرا دل کرے گا۔ یعنی فیصلہ درست ہے لیکن پرنالہ وہیں رہتا ہے۔ تو ایسے لوگ خود ہی جائزے لیں کہ وہ ایمان کی کس حالت میں ہیں۔

ایمان لانے والوں کی پھر ایک نشانی یہ ہے کہ ہر دن ان کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ ہر روز ایک نئی پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اپنے یہ جائزے اب آپ نے خود لینے ہیں کہ کیا ہر دن جو چڑھتا ہے وہ آپ کے ایمان میں اور آپ کے اندر اللہ کے خوف میں زیادتی کا باعث بنتا ہے یا وہیں رُکے ہوئے ہیں جہاں کل تھے۔

ایک نشانی یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں، اس کا پہلے بھی ذکر کیا ہے، تو یہ نہیں کہتے کہ ہم نے سن لیا جو دل چاہے گا کریں گے۔ بلکہ کہتے ہیں سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہ ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا۔ پس اگر یہ جواب نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی کامل نہیں اور پھر مسجدیں آباد کرنے والوں میں شمار نہیں ہوسکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کی ایک نشانی یہ ہے، اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان لانے والے وہ لوگ ہیں جو سجدہ کرتے ہیں اور کامل فرمانبرداری سے سجدہ کرتے اور اللہ کی تسبیح و تحمید کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ایمان لا کر کہتے ہوں کہ ہاں ہم ایمان لائے اللہ پر ایمان کا دعویٰ ہو اور پھر اللہ رسول کے مخالفین کے ساتھ محبت کا سلوک بھی ہو۔ ایک طرف تو یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا اور دوسری طرف امام کے مخالفین کے ساتھ دوستیاں بھی ہوں تو یہ دونوں چیزیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ ایمان کی نشانی تو یہ ہے کہ تم اللہ اور رسول اور نظام سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے بنو۔ دلوں میں کبھی اس بارے میں بال نہیں آنا چاہئے کہ یہ کیوں ہوا وہ کیوں ہوا تبھی تم کامل الایمان کہلا سکتے ہو۔ غرض اور بہت ساری باتیں جن پر اللہ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنے والوں کو کاربند ہونا چاہئے، ان پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

اسی آیت میں جو میں نے پڑھی ہے ایک بات یہ بتائی گئی کہ یوم آخرت پر ایمان ہو۔ اب اگر یوم آخرت پر حقیقی ایمان ہو تو ایسی باتیں انسان کر ہی نہیں سکتا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان میں کمزوری پیدا کرنے والی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہو کر اسے خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ کر دیتا ہے، آخرت کے متعلق ہے، کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے۔ اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھ لو کہ وہ ردّ ہوگیا۔ اور دونوں جہاں سے گیا گزرا ہوا اس لئے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمے کی طرف کشاں کشاں لئے آتا ہے۔ اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خداترسی کے حاصل نہیں ہوسکتی۔

پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے۔ پس جسے آخرت کا خوف ہوگا اس کو سچی معرفت بھی ہوگی۔ وہی نیکیوں میں ترقی بھی کرے گا اور اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرے گا۔ اور ایسے لوگوں کی عبادت کو اللہ تعالیٰ نے پھر عبادت قرار دیا ہے اور یہ مسجدیں آباد کرنے والے لوگ ہیں۔

پھر فرمایا کہ مسجدیں آباد کرنے والے نماز کا قیام کرنے والے ہیں۔ مسجد کیلئے تھوڑا سا چندہ دے کر یہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے جماعت پر بڑا احسان کردیا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں رقم دے دی ہے بلکہ مسجدیں تعمیر کرنے کے بعد ان کی آبادی کی فکر کرتے ہیں۔ نماز باجماعت کیلئے مسجدوں میں آتے ہیں۔ فجر کی نماز پر بستروں میں پڑے اینٹھتے نہیں رہتے۔ آج کل تو یہاں بڑی لمبی راتیں ہیں گرمیوں کی راتوں میں اکثر کی ایمانی حالتوں کا پتہ چلتا ہے۔ پس نماز باجماعت کی طرف بھی ایک فکر کے ساتھ توجہ ہونی چاہئے۔

پھر مسجدیں آباد کرنے والوں کی نشانی یہ بتائی کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ ایک دفعہ مسجد کی تعمیر میں چندہ دے کر ایک بڑی رقم بھی اگر دے دی ہے تو اس کے بعد آزاد نہیں ہوگئے بلکہ زکوٰۃ اور دوسرے جماعتی چندوں کی طرف بھی ایک فکر کے ساتھ متوجہ رہتے ہیں۔ اگر یہ توجہ قائم رہے گی اور اللہ کا خوف سب خوفوں پر غالب رہے گا کوئی ایسی حرکت نہیں ہوگی جو خلاف اسلام اور خلاف شرع ہو بندوں کے حقوق بھی ادا کررہے ہوں گے تو پھر آپ کو مسجدیں وہ نظارے پیش کریں گی جو عابدوں اور زاہدوں کے نمونوں سے نظر

آتے ہیں۔ یہ لوگ پھر اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوتے ہیں اور جس مقصد کو لے کر اٹھتے ہیں اس میں پھر کامیابیاں حاصل کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی دعاؤں کے تیروں سے مخالفین کے حملوں کو ناکام کر دیتے ہیں۔ پس اس سوچ کے ساتھ مسجدیں بنائیں اور انہیں آباد کریں تو جہاں آپ اپنی عاقبت سنوار رہے ہوں گے، اپنی آخرت سنوار رہے ہوں گے وہاں دنیا کی قسمت بھی سنوارنے والے بن رہے ہوں گے۔ ورنہ دنیا میں ایسی مساجد ہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جو مسلمانوں نے خود ہی اسلام کی شکل بگاڑ دی ہے کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو آواز دینے والی ہیں۔

اس حالت کا نقشہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا، الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی۔ لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَالِیَۃٌ مِّنَ الْھُدٰی، علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ تو کیا ان مسجدوں میں نمازیں نہیں ادا کی جاتیں۔ آج کل تو ہمارے مخالف زیادہ زور سے پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ظاہری نمازیں پڑھتے ہیں سب کچھ کرتے ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ نے شرط بتائی ہے ایمان کی اس کو وہ زمانے کے امام کو نہ مان کر پورا نہیں کر رہے۔ پس یہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فضل فرمایا ہے اس پر اور زیادہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں اور اس کے بتائے ہوئے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں تا کہ یہ فضلوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں''۔

پس آج جب ہم نئی مساجد بنا رہے ہیں اس سوچ کے ساتھ بنائیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اس کی تعمیر اور آبادی کرنی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اس توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ کینیا کے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں جلسہ کی کوریج

(رپورٹ: جمیل احمد، امیر و مشنری انچارج کینیا)

الحمدللہ امسال کینیا کا جلسہ سالانہ ویسٹرن ریجن میں شیانڈا (Shianda) کے مقام پر منعقد ہوا جو ملک کے دارالحکومت نیروبی سے تقریباً 450 کلومیٹر دور واقعہ ہے۔

اس جلسہ کی تیاریاں تین ہفتہ قبل شروع کر دی گئی تھیں۔ احباب جماعت کو قبل از وقت آگاہ کر دیا گیا تھا اور جلسہ کا پروگرام بھی بھجوایا جا چکا تھا۔ ان تین ہفتوں میں جلسہ گاہ کی تیاری، شرکاء جلسہ کے قیام و طعام کے انتظامات مکمل کر لئے گئے۔

لجنہ کی رہائش کے لئے تین الگ الگ ہال مقرر کئے گئے جو کہ جماعت کے پاس پہلے سے موجود تھے۔ مرد احباب کے لئے سکول کے پانچ کمرے حاصل کئے گئے جو کہ ہمارے مشن ہاؤس اور مسجد کے قریب ہی تھے۔ اس سکول کے لئے گورنمنٹ نے ہمیں اجازت دی تھی۔ احباب کے لئے مشن ہاؤس سے ملحقہ گراؤنڈ میں سات خیمہ جات لگائے گئے۔ اسی طرح کھانا پکانے کے لئے مشن ہاؤس کے صحن میں عارضی انتظام کیا گیا۔ ان تین دنوں میں مسجد اور علاقہ کی صفائی اور جلسہ گاہ کی تیاری وغیرہ کے لئے وقار عمل کیا گیا۔ تمام ممبران کی رجسٹریشن کی گئی اور انہیں کارڈز ایشو کئے گئے۔

جلسہ سے دو دن قبل احباب بائیسکلوں، ٹریکٹروں، منی بسوں اور بسوں وغیرہ کے ذریعہ جلسہ گاہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ 120 خدام 80 کلومیٹر کا فاصلہ بذریعہ سائیکل طے کر کے پہنچے۔ اسی طرح 50 انصار بھی 60 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر سائیکلوں کے ذریعہ پہنچے۔

نماز جمعہ

نماز جمعہ میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور خلافت کی ضرورت کے موضوع پر خطبہ دیا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا سیشن

جلسہ سالانہ کا پہلا سیشن 8/دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام جہاد کے موضوع پر پیش کیا گیا جسے مہمانوں نے بھی بہت پسند کیا۔ جلسہ کے تین دن کے پروگرامز میں درج ذیل موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

اسلام پُرامن مذہب ہے، سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح کی آمد ثانی، ارکان اسلام کی اہمیت، صداقت احمدیت، خلافت احمدیہ اور صد سالہ خلافت جوبلی، نو مبائعین کے تاثرات، مالی قربانی، وقف زندگی کی اہمیت، نظام جماعت احمدیہ وغیرہ۔

مجلس سوال و جواب

جلسہ کے دوسرے دن نماز مغرب کے بعد ایک مجلس سوال و جواب ہوئی۔ خاکسار اور شیخ عبداللہ حسین صاحب مبلغ سلسلہ نے جوابات دئے۔ احباب نے یہ پروگرام بہت پسند کیا۔

لجنہ کے پروگرامز

جلسہ کے دوسرے روز 11:30 سے 1:30 تک لجنات نے اپنے اپنے ہالز میں الگ الگ پروگرام کئے جن میں تلاوت قرآن کریم کے بعد عہد دہرایا گیا۔ اردو نظم و ترجمہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، چندہ کی اہمیت، سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، پردہ کی اہمیت وغیرہ کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔

آخر میں خاکسار جمیل احمد امیر و مشنری انچارج نے اپنے اختتامی خطاب میں ہر احمدی کو تبلیغ و جماعت کی خدمت میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ پون گھنٹہ کے اس خطاب کے بعد اختتامی دعا سے اس جلسہ کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ

دیگر ممالک کی نمائندگی

ایتھوپیا سے دس نمائندگان کا ایک وفد شامل ہوا جس میں مرد اور مستورات بھی شامل تھیں۔ سیلاب کی وجہ سے بہت مشکلات تھیں لیکن نمائندگان دو دن کے سفر کے بعد جلسہ پر پہنچے۔ صومالیہ کے راستے سیلاب کی وجہ سے بند ہو چکے تھے اس لئے کوئی قافلہ نہ پہنچ سکا۔

سرکاری نمائندگان

گورنمنٹ کی طرف سے تین علاقوں کے ڈسٹرکٹ آفیسرز تینوں دن جلسہ کے پروگرام میں شامل رہے۔ ان کے علاوہ پانچ چیفس بھی شامل ہوئے۔ ایک ڈسٹرکٹ آفیسر R.K.Roho نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے جہاد کے بارہ میں نظریات کی تعریف کی اور کہا کہ اگر سب مسلمان جہاد کی اس تعریف کو اپنا لیں تو دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ نہ ہوتا۔

پریس میڈیا میں کوریج

Citizen ریڈیو سٹیشن جلسہ کے انعقاد کا اعلان نشر کرتا رہا۔ ٹیلی ویژن سٹیشن نے ہمارے جلسہ سالانہ کی جھلکیاں دکھائیں اور ہیومینٹی فرسٹ کے بارہ میں پروگرام نشر ہوا۔ اخبارات میں بھی کوریج ہوئی۔

کینیا، ایتھوپیا وغیرہ میں بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے ہماری حاضری امسال کم رہی۔ کل حاضری 2440 رہی۔ علاوہ ازیں 140 غیر از جماعت عیسائی و سنی مسلمان شامل ہوئے۔

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

پہاڑوں جیسی شخصیتیں پاش پاش ہو گئیں

معاند احمدیت حکیم عبدالرحیم اشرف مدیر 'المنبر' (سابق المنیر) کی فروری 1956ء کی مکفر علماء کی ناکامی و نامرادی پر بے لاگ گواہی جس کے بعد آج 2006ء میں خدا کی قائم کردہ جماعت احمدیہ لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں داخل ہو چکی ہے اور دنیا بھر کے ممالک میں اُس کی دینی و روحانی فتوحات کے نقارے بج رہے ہیں اور فضائیں ایم ٹی اے کی برکت سے احمدیت کی پرشوکت آواز سے گونج رہی ہیں۔ موصوف تحریر کرتے ہیں کہ:

''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب صاحب بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمھم اللہ وغفرلھم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبار اور رسائل چند دن انہیں اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اس کے باوجود تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنس دان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب 53ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا 1956-57ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ ہو''۔

(المنیر۔ لائل پور۔ 23/فروری 1956ء)

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

علمی تحقیق کے نام پر بعض مستشرقین کا اسلام دشمنی، دجل وفریب اور تعصب پر مبنی رویّہ

(احسان اللہ دانش)

آج کل مغربی محققین اور مستشرقین کا ایک طبقہ اسلام کے خلاف عجیب وغریب اعتراضات کی پٹاری کھولے بیٹھا ہے۔ آزادیٔ ضمیر کے نام پر گھٹیا اور لچر قسم کے اعتراضات نت نئے سانچوں میں ڈھال کر مختلف انداز میں دُنیا کے مختلف حصوں میں پیش کیے جارہے ہیں۔ یہ سلسلہ کچھ نیا نہیں ہے۔ ان نام نہاد محققین نے ایک زمانہ تک محض تنگ نظری، تعصب اور اسلام دُشمنی کو بنیاد بناتے ہوئے اسلام اور بانی اسلام پر گندے اور گھناؤنے اور بلادلیل وثبوت اعتراضات کی بوچھاڑ جاری رکھی۔ ان کی مت اس قدر ماری گئی کہ اس حقیقت کو کلیۃً فراموش کر بیٹھے کہ حقائق اور زمان ومکاں ان کے گھٹیا اور لچر تصورات کے پابند نہیں۔ چنانچہ جوں جوں یورپ جہالت کے اندھیروں سے باہر نکلنا شروع ہوا توں توں مستشرقین کے سنجیدہ طبقہ کے حقیقت پسندانہ مطالعہ نے رفتہ رفتہ ان لغویات کو مسترد کرنا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ اور گھٹے گھٹے انداز میں یہ لوگ کبھی کبھی پادریوں اور نام نہاد مستشرق محققین کے دجل و فریب کا ذکر بھی کردیتے اور اس رویہ پر ندامت کا اظہار اور معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرلیتے۔ پھر ان میں کچھ ایسے لوگ سامنے آئے جنہوں نے کھلم کھلا کہنا شروع کیا کہ مغربی محقق تعصب اور اسلام دُشمنی میں علمی تحقیق کے نام پر دلوں کی سیاہی سے جو صفحات کالے کرتے رہے ہیں اور جس قبیح اور شرمناک علمی اور تاریخی بددیانتی کے مرتکب ہوتے رہے ہیں اب ان کے گلے کا طوق بن چکا ہے اور ہمیشہ ”مہذب مغرب“ کے لیے باعث عار اور باعثِ شرم رہے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کے قائل تھے۔ ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ ننگے اور عریاں جھوٹ سے پرہیز کیا جائے اور اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کر کے اس کا مقابلہ کیا جائے نہ کہ اپنے دماغ کے گند سے نت نئے فلسفے اور قصے تخلیق کر کے اسلام کی طرف منسوب کیے جائیں۔ چنانچہ علمی تحقیق کے نام پر ان مستشرقین نے بھی اسی روایتی تعصب سے خوب کھل کر کام لیا۔

لیکن ان نام نہاد محققین کے تمسخر اور استہزاء کے بارہ میں تو خود مغرب کے دیانت دار محقق کہتے ہیں کہ یہ لوگ محض اسلام دُشمنی اور تعصب میں اسلام اور بانی اسلام اور قرآن کریم کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا حقائق سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔

ٹامس کارلائل کہتے ہیں:

Our current hypothesis about Mahomet, that he was a scheming Imposter, a Falsehood incarnate, that his religion is a mere mass of quackery and fatuity, begins really to be now untenable to any one. The lies, which well-meaning zeal has heaped around this man, are disgraceful to ourselves only.

(Thomas Carlyle: On Heroes, Hero-Worship and the Heroic in History, p. 41.)

یعنی ہمارا یہ تصور اب کسی کے لیے بھی قابل قبول نہیں رہا کہ نبی عربی (ﷺ نعوذ باللہ) ایک دھوکہ دینے والے شخص تھے، اُن کا ذہن خرافات کا مجموعہ تھا۔ عمداً جانتے بوجھتے ہوئے ان کے خلاف جو کذب و افترا کا طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا ہے یہ صرف ہماری ہی ذلّت کا موجب ہوا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک مہذب معاشرہ میں کسی عام شخص پر بھی بلاثبوت جھوٹ کا الزام لگانا بُرا فعل سمجھا جاتا ہے بلکہ اشتہاری مجرموں پر بھی اگر کوئی نئی فرد جرم لگائی جائے تو بھی ثبوت پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پھر انبیاء، جن کی پاک دامنی پر ہمعصر مخالف اور موافق گواہ ہوتے ہیں، جان کے دُشمن بھی ان کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی دیتے ہیں، کروڑ ہا بندگان خدا ان کا اسوہ اپنی زندگیوں میں بطور اخلاق کے اپناتے ہیں اور ان پاکیزہ ہستیوں کی عشق و محبت سے اپنی زندگی کا سامان کررہے ہوتے ہیں۔ ان پاکیزہ ہستیوں کے بارہ میں بلاثبوت فوراً تہمت لگانے پر تیار ہو جانا اور ہزاروں گواہیوں کے مقابل پر عدم علم کو بنیاد بنا کر، بیہودہ اندازے لگاتے ہوئے حقیقت کو رد کردینا کہاں کی علمیت اور تنقیدی تحقیق ہے۔ اس رویہ کو تو خود دیانت دار مستشرقین ناپسند کرتے ہیں اور اسے تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

چنانچہ ممتاز مستشرق Jeffery Lang اور کیرن آرمسٹرانگ اس بارہ میں وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مستشرقین ایک طرف تو احادیث کو قابل اعتراض ٹھہراتے ہیں اور پھر خود ہی ان میں سے مستند روایات کو چھوڑ کر غیر مستند حصہ کو اپناتے ہیں اور اس پر اپنے غلط اندازوں کی بنیاد رکھتے ہیں اور اسلام اور قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہوئے خود اپنے ہی مسلّمہ قوانین کو جھٹلا دیتے ہیں۔ انہیں خیالات کا اظہار ممتاز مستشرق Edward Said نے بھی کیا ہے۔

پس مغربی محققین کا محض کہانیاں بیان کردینا تو معتبر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے جب تک کوئی دلیل پیش نہ کی جائے ایسے لچر اعتراضات قابل اعتنا نہیں ہوسکتے۔ بلکہ یہ تو عیسائیت اور اہل مغرب کے لیے باعثِ ذلّت ہیں۔ اب بھی بعض خنّاس صفت مغرب کا یہ ننگ دوبارہ اُچھالنے کے درپے ہیں۔ اہل مغرب کو آستین کے ان سانپوں پر نظر رکھنی چاہئے۔

اور پھر خاص طور پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں ایسا رویہ اختیار کرنا کہاں کی دیانتداری اور کیسی علمی تحقیق ہے کہ جن کی پاکیزہ سیرت اور سوانح مستند ترین تاریخی ثبوتوں کے ساتھ ناقابل تردید دلائل سے بھری پڑی ہے۔ کسی بھی تاریخی طور پر مسلّمہ واقعہ کو اندازے لگا کر گرد کیا جانے لگا تو پھر کسی بھی چیز کی صداقت پرکھنے کی کوئی کسوٹی باقی نہ رہے گی۔ اگر مستند تاریخی حقائق کو ان بے پر کے اندازوں سے آلودہ کیا جانے لگا تو تاریخ پر کون یقین کرے گا؟

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ایسے مستشرقین کے طرزعمل پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایسے مکروہ دماغ ہیں کہ کراہت آتی ہے ان میں جھانکتے ہوئے بھی۔ لیکن وہ خود اگلتے ہیں تو دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ بغض کی الٹیاں ہیں، قے ہے جو یہ باہر نکالتے رہتے ہیں وقتاً فوقتاً، اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اسلام کے خلاف کیسے بغض میں پلے ہوئے ہیں! ..... ایک جھوٹا بے بنیاد الزام ہے تم ایک ایسی بات کو جو اس سے کئی گنا زیادہ ناممکن ہے اس کو قبول کر کے محمد رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور ہوتے ہو جن کی نیتوں کی پاکی تمہارے لوگوں کی نیتوں سے ہزار گنا زیادہ قابل قبول اور قابل اعتماد ہے۔ یہ ناانصافی کی باتیں ہیں، بے حیائی کی باتیں ہیں۔ تقویٰ سے خالی، سچائی سے خالی۔ صرف وہی بات ہے کہ کھول رہے ہو غصے میں، اسلام کیوں نہیں مٹادیا گیا ایک ہی وقت تھا تمہاری نظر میں جب کہ اسلام کو کلیۃً نابود کیا جاسکتا تھا اور نہیں ہوسکا نتیجہ کچھ اور نکل آیا۔“

(درس القرآن 5 رمضان 16 فروری 1994ء زیر آیت وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ..... آل عمران 153 تا 155)

❁...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کرنے کے بعد اینی بسنٹ کس نتیجہ پر پہنچیں؟ آپ لکھتی ہیں:

It is impossible for anyone who studies the life and character of the great Prophet of Arabia, who knows how he taught and how he lived, to feel anything but reverence for that mighty Prophet, one of the great messengers of the Supreme.

(Annie Besant: The Life and Teachings of Muhammad. Madras 1932, p. 4.)

یہ بات ناممکن ہے کہ ایسے شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیے گئے اس عظیم الشان پیغمبرؐ کے بارہ میں انتہائی ادب اور احترام کے جذبات کے علاوہ کسی قسم کے دوسرے جذبات پیدا ہوں جس نے اس عظیم المرتبت نبی عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت وسوانح کا مطالعہ بھی کررکھا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ آپؐ نے کس طرح قوم کی تعلیم وتربیت کی اور آداب زندگی سکھائے اور عملی زندگی کیسے گزاری اور کیسا اسوۂ حسنہ پیش کیا۔

❁...... ٹامس کارلائل لکھتا ہے:

During three-and-twenty years of rough actual trial, I find something of a veritable hero necessary for that myself.

(Thomas Carlyl:On Heroes, Hero-Worship and the Heroic in History, p.62)

اس کامل انسان کی زندگی کے حقیقتاً المناک ابتلاؤں سے بھرے ہوئے 23 سالہ دور حیات کے مطالعہ سے مجھے اپنی ذات کے لیے ہر قسم کی راہنمائی کا سامان ملتا ہے۔

❁...... جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے:

There is something so tender and womanly, and withal so heroic, about the man that one is in peril of finding the judgment unconsciously blinded by the reeling of reverence, and well-nigh love, that such a nature inspires.

(John Davenport: An Apology for Mohammad and the Koran, pp. 52, 53)

آپ کی شخصیت ایسی مسحورکن ملاحت اور مردانگی کا مرقع تھی کہ مطالعہ کرنے والے کے دل میں لاشعوری طور پر انتہائی ادب کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور ایک ایسی شدید محبت میں کھویا جاتا ہے جو کہ ایک ایسی ہی ہستی سے ہوسکتی ہے۔

❁...... ایڈورڈ گبن نے لکھا:

The greatest success of Mohammad's life was effected by sheer moral force.

(Edward Gibbon and Simon Oakley in 'History of the Saracen Empire,' London, 1870.)

محمد (ﷺ) کی زندگی کی تمام تر عظیم فتوحات میں آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کا پہلو سب سے بڑھ کر کارفرما نظر آتا ہے۔

❁...... مشہور فرنچ شاعر اور مفکر LaMartine نے کیا ہی خوبصورت خراج تحسین پیش کیا ہے:

Philosopher, orator, apostle, legislator, warrior, conqueror of ideas, restorer of rational dogmas of a cult without images, the founder of twenty terrestrial empires and of one spiritual empire, that is Muhammad. As regards all standards by which human greatness may be measured we may well ask, is there any man greater than he.

(Lamartine: Historie de la Turquie, Pari 1854, vol. 2, pp. 276-277.)

فلاسفر، دانش ور، رسول، مقنن، جنگجو، دلوں کو تسخیر کرنے والا، دین کو منطقی بنیادوں پر استوار کرنے والا، ایک بت شکن مذہب کا بانی، ایک روحانی اور بیس دُنیاوی سلطنتوں کا بانی۔ یہ ہیں محمد (ﷺ)۔ اُن تمام پیمانوں کی رو سے جن سے کسی بھی انسان کی عظمت کو ماپا جاسکتا ہے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا محمد (ﷺ) سے بڑھ کر بھی کوئی شخص عظیم ہوسکتا ہے؟!!!

بے شمار گواہیاں ہیں اور ہر گواہی درج کرنے کو جی چاہتا ہے مگر یہ تو ایک مکمل جہان ہے اور ایک ناپیدا کنار سمندر۔ ہزاروں ہزار صفحات لکھے جاچکے ہیں اور آنحضور ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی بھی دیانت دار غیر متعصب شخص کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ ہے ہی نہیں کہ ان گواہیوں میں اضافہ کیے بنا رہ سکے۔

❁...... حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

افسوس کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی کسر شان روا رکھ کر یہ خیال نہیں کرتے کہ اس سے ایک عالم کی

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
از صفحہ نمبر16

اور یہ کہ یہاں کے احمدی اچھا کام کر رہے ہیں اور ان کے متعلق اچھا تأثر پایا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ امیر صاحب نے جو کہا تھا کہ کچھ مخالفت ہوئی تھی وہ بھی انشاء اللہ مسجد کی تعمیر کے بعد ختم ہو جائے گی کیونکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو جماعت کے بارہ میں علم ہو جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ جب مسجد بن جائے گی اور لوگوں کے ذہنوں سے غلط خیالات دور ہو جائیں گے تو میئر صاحب ہمیں 15000 مربع میٹر جگہ بھی یہاں مہیا کر دیں گے۔ اب آپ کا کام ہے کہ آپ کس طرح اس کام کو سرانجام دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اسلام کی صحیح تعلیمات اپنانے والے ہوں اور نیک نمونہ پیدا کرنے والے ہوں۔

اپنے خطاب کے آخر میں حضور انور نے میئر صاحبان اور دیگر معززین کا شکریہ ادا فرمایا کہ وہ لوگ اس تقریب میں شمولیت کیلئے تشریف لائے۔

اس مختصر پروگرام کے بعد پونے دو بجے سہ پہر مسجد کی باقاعدہ بنیاد رکھنے کی کارروائی شروع ہوئی اور حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے ساتھ مسجد کی بنیاد میں پہلی اینٹ ثبت فرمائی، اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا نے اینٹ رکھی اور پھر علی الترتیب مکرم امیر صاحب، مکرم مشنری انچارج صاحب، مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب، مکرم نائب ایڈیشنل وکیل المال صاحب اور جماعت کے مختلف عہدیداران جن میں ریجنل مبلغ، نیشنل عاملہ کے بعض ممبران، مقامی صدور اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران نیز انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے نیشنل اور لوکل عہدیداران، اسی طرح اس علاقہ کے میئر صاحبان اور بعض معززین شہر نے اینٹیں رکھیں۔

بنیادی اینٹیں ثبت فرمانے کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی اور روانگی سے قبل مکرم امیر صاحب جرمنی کی درخواست پر میئر صاحبان اور معززین میں سے پانچ افراد کو حضور انور نے مسجد کی فریم شدہ تصویر پر مشتمل شیلڈ بطور تحفہ عطا فرمائی۔

دو بجے بعد دوپہر یہاں سے روانگی ہوئی اور سوا دو بجے قافلہ Weil der Stadt میں حاصل کردہ ہال میں پہنچا۔ اڑھائی بجے حضور انور نے اسی علاقہ میں کونسل کے سٹی ہال میں نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد جماعت جرمنی کی طرف سے دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔

3:50 پر حضور انور ہال سے ملحقہ گیسٹ ہاؤس سے باہر تشریف لائے تو ڈیوٹی پر موجود مقامی عہدیداران اور خدام کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا اور دعا کے بعد 3:55 پر قافلہ Bensheim کیلئے روانہ ہوا جہاں حضور انور نے نئی تعمیر ہونے والی مسجد بشیر کا افتتاح فرمایا۔ Weil der Stadt سے گزرتے ہوئے ایک سڑک پر موجود جرمن نوجوان لڑکوں، لڑکیوں اور بچوں نے قافلہ کی گاڑیوں کو بے ساختہ ہاتھ ہلا کر الوداع کیا، نیز بعض گھروں کے مکینوں نے اپنے دروازوں میں کھڑے ہو کر خدا کے گھروں کی تعمیر کیلئے نکلنے والے اس مقدس قافلہ کا نظارہ کیا۔ روانگی کے وقت اس علاقہ کا درجہ حرارت منفی ایک تھا۔

Bensheim میں مسجد بشیر کا افتتاح

آٹوبان 81 اور 5 پر قریباً 130 کلو میٹر کا سفر طے کر کے قافلہ 5:35 پر Bensheim کی مسجد بشیر کے احاطہ میں پہنچا تو مسجد رنگا رنگ کی لائٹنگ سے جگمگا رہی تھی، مسجد کے مین دروازہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی الہام "انی معک یا مسرور" بجلی کے نہایت خوبصورت قمقموں کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ اس الہام کے اوپر جرمن ترجمہ کے ساتھ لکھا ہوا کلمہ طیبہ ناظرین کے دلوں کو مسرور کر رہا تھا۔

حضور انور کے گاڑی سے باہر تشریف لانے پر بعض مرکزی عہدیداران، مبلغین کرام، ریجنل عہدیداران، مقامی صدر جماعت مکرم حمید احمد صاحب خالد اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران نے حضور کا استقبال کیا، ایک بچہ اور بچی نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ علاوہ ازیں اس جماعت کے مردوزن اور بچے جو حضور انور کے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے، لوائے احمدیت اور جرمنی کے جھنڈے کے طرز کی چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں لہراتے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے اور اور بچے اور بچیاں خوش الحانی سے اھلا و سھلا و مرحبا، حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی، علیک الصلوۃ علیک السلام، ہمارا خلافت پہ ایمان ہے، دین احمد کا جو آج سالار ہے، درود شریف اا ور جی آیاں نوں جیسے اشعار اور فقرات پڑھ کر اپنے آقا کا پرجوش استقبال کر رہے تھے۔

Bensheim ضلع Bergstrasse (یعنی پہاڑوں کی شاہراہ) کا سب سے بڑا شہر ہے اور جرمنی کے گرم ترین علاقوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ تیرھویں صدی میں اسے باقاعدہ شہر کا درجہ ملا۔ اس پر مختلف وقتوں میں سویڈن اور فرانس کی بادشاہتیں بھی قابض رہیں اور 1803ء میں یہ جرمن حکمرانوں کے زیر نگیں آ گیا۔

اس وقت اس شہر کے نو حصے ہیں اور اس کی آبادی چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ شہر فرینکفرٹ سے بطرف جنوب 55 کلو میٹر، ہائیڈل برگ سے بجانب شمال 30 کلو میٹر اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے جانے پہچانے شہر من ہائم سے شمال مشرق کی سمت 35 کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جہاں سے پہاڑوں کا ایک نہایت خوبصورت سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

ایک اندازہ کے مطابق 1985ء میں یہاں پہلے احمدی کا ورود ہوا۔ چند سال قبل جماعت Heppenheim کیلئے اس شہر میں کرایہ کی ایک عمارت میں نماز سینٹر قائم کیا گیا۔ 2004ء میں اس جماعت کیلئے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں کوشش کی گئی اور اسلام کی مخالف Frau Schroeter نامی ایک خاتون کی مخالفت کے باوجود خدا تعالیٰ نے اس شہر میں جماعت احمدیہ کو مسجد بنانے کیلئے ایک ہزار مربع میٹر کا پلاٹ عطا فرمایا۔ 25/ اگست 2005ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ یکم جولائی 2006ء سے Heppenheim، Pfungstadt اور Lemperthaim کے حلقوں کو ملا کر Bensheim کے نام سے نئی لوکل امارت قائم کی گئی۔ اس وقت اس لوکل امارت کی تجنید 430 اور چندہ دہندگان کی تعداد 125 ہے جبکہ اس امارت میں 30 موصی مردوخواتین ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 25/ اگست 2005ء کو اپنے دست مبارک سے جس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا، اس مسجد بشیر میں آج شام سوا چھ بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء پڑھا کر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور کی اجازت سے افتتاح کی رسمی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ فرید احمد صاحب خالد نے سورۃ البقرہ کی آیات 128 تا 130 کی تلاوت کی اور مکرم نعیم احمد صاحب نیّر نے ان آیات کا اردو ترجمہ جبکہ مکرم علی جمال حبیب نے جرمن ترجمہ پیش کیا۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے سب سے پہلے حضور انور کی تشریف آوری پر حضور کی خدمت میں شکریہ کے جذبات پیش کرتے ہوئے مسجد کا مختصر تعارف ان الفاظ میں کروایا کہ سو مساجد کی سکیم میں یہ مسجد گیارھویں نمبر پر ہے اور اس مسجد کا تعمیری رقبہ 200 مربع میٹر ہے۔ جرمنی کی یہ پہلی مسجد ہے جو سردست بغیر مینار کے ہے لیکن مینار کی تعمیر کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور امید ہے کہ کچھ عرصہ تک مل جائے گی۔ کچھ عرصہ سے لوگوں کے ذہنوں میں اپنے تحفظات کیلئے اسلام کے خلاف ایک خوف پیدا ہوا ہے، جس کو اسلام دشمن سیاست دان سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے استعمال کر رہے ہیں، اس میں جماعت احمدیہ کو شدید اور منظّم مخالفت کا سامنا ہے۔ حضور انور کے گزشتہ خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے مکرم امیر صاحب نے کہا کہ جیسا کہ حضور انور نے فرمایا ہے کہ جرمن قوم محنتی اور باعمل لوگ ہیں۔ جب ان لوگوں کو سمجھایا جائے اور حقیقت سے انہیں آگاہ کیا جائے تو یہ بخوشی اسے قبول کرتے اور پھر مضبوط تعلق قائم کرتے ہیں۔ جب یہ لوگ ہماری مساجد میں آتے، ملتے اور لٹریچر حاصل کرتے ہیں تو ان کی اکثریت حقیقت کو سمجھ جاتی ہے۔ پس حضور انور کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین طریق پر اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری کمزوریوں سے درگزر فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو بھی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ مسجد جو خدا تعالیٰ کا گھر ہوتا ہے، ہم میں سے ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کی تعمیر کیوں کی جاتی ہے، اس کے کیا مقاصد ہوتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا جو آیات ابھی تلاوت کی گئی ہیں وہ بھی آپ نے سن لی ہیں کہ خدا کے گھر کی تعمیر میں کیا روح کارفرما ہونی چاہئے۔ پس وہ روح مسجد بنانے والی جماعت کے ہر فرد کے دل میں ہونی چاہئے۔ ان لوگوں یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اس کام کیلئے بہت قربانیاں دیں اس کے باوجود ان کی صدا یہی تھی کہ اے ہمارے رب تو ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرما لے۔

حضور انور نے افراد جماعت کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد بنانے سے آپ کا کام ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ آپ نے دنیا کے سامنے یہ عمارت بنا کر دنیا والوں کو بتا دیا ہے کہ ہم جسے خدا کا گھر کہتے ہیں وہ ایسا ہوتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں عبادت کیلئے سب اکٹھے ہوتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم نیک جذبات اور قربانی کے جذبات کے ساتھ جمع ہوتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہم پیار و محبت کا پیغام سب دنیا کو پہنچاتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں امن اور آشتی قائم فرما اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہم آپ کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور انور نے ایک شعر کے حوالہ سے فرمایا کہ احمدی کا من تو پاپی نہیں وہ تو امن اور محبت کا خدائی پیغام پہنچانے کیلئے یہ عمارتیں قائم کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں اس مسجد میں داخل ہو رہا تھا تو دیکھا کہ اس کا کوئی مینار نہیں ہے، امیر صاحب نے اس کی وجہ بیان کی ہے، لیکن مینار بھی ہونا چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مینار کا ایک خاص تعلق قرار دیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ صرف مینار بنانے سے کام ختم نہیں ہو جاتا، مسجد نبوی جو ایک چھپر کی صورت میں بنائی گئی تھی، اس کا تو کوئی مینار نہیں تھا لیکن صحابہؓ نے اس مسجد کی تعمیر میں اخلاص و وفا کے وہ نمونے قائم کئے جن کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ پس اپنے دلوں میں مینارے بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے کہ آپ اپنے دلوں کو ٹٹولتے ہوئے، تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے دنیا کو مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے والے ہوں اور دنیا کو بتا دیں کہ ہم اس مسیح موعود کو ماننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ آباد رکھے اور تقویٰ شعار لوگوں سے اسے بھر دے۔

بعد ازاں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور کچھ دیر کیلئے خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر حضور انور نے مسجد کے صحن میں اخروٹ کا ایک پودا لگایا۔ لوکل امارت کی درخواست پر حضور انور کی اجازت سے لوکل عاملہ کے ممبران اور مسجد کی تعمیر میں مثالی وقار عمل کرنے والے احباب کے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو ہوئے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مقامی جماعت کے تمام افراد کو شرف مصافحہ بخشا اور مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے والے تمام بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور ساڑھے سات بجے قافلہ وہاں سے فرینکفرٹ کیلئے واپس روانہ ہوا۔

مسجد بشیر جس کا آج حضور انور نے افتتاح فرمایا دو منزلہ عمارت پر مبنی ہے، اس کی گراؤنڈ فلور پر خواتین کیلئے نماز ہال، لجنہ اماء اللہ کا دفتر، کچن اور لیڈیز واش روم ہیں جبکہ فرسٹ فلور پر مسجد کا ہال، لوکل امیر صاحب کا دفتر، گیسٹ روم اور واش روم ہیں۔ اس مسجد میں ساڑھے تین سو مردوزن کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ مسجد کے باہر ایک کھلا صحن اور کار پارکنگ موجود ہے۔

آٹوبان نمبر 5 اور 661 سے ہوتے ہوئے قافلہ کے رات 8:10 بجے بیت السبوح پہنچنے پر حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

مؤرخہ 24/ دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

جرمنی کی جماعت نے دو تاریخی جگہوں کی سیر کا پروگرام حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کیا جسے حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمایا۔ چنانچہ آج Schloss Schwetzingen (شویٹ سنگن محل) نامی مشہور باغ اور ہائیڈل برگ کے تاریخی قلعہ کی سیر کا پروگرام تھا۔

قارئین کی دلچسپی کیلئے یہ بھی بتاتا چلوں کہ زمانہ قبل مسیح میں معرض وجود میں آنے والے اس ملک جرمنی میں بیسویں صدی تک کئی قبائل، بادشاہتیں اور حکومتیں برسر اقتدار رہیں اور اس سرزمین پر متعدد جنگیں لڑی گئیں۔ مختلف ادوار میں عنان حکومت سنبھالنے والے قبائل، بادشاہوں اور حکمرانوں نے اپنی حفاظت کیلئے یہاں کئی چھاؤنیاں اور قلعے تعمیر کئے۔ زمانہ قبل مسیح میں جرمن قبائل کو پہلے Celtic (کیلٹک) قبائل کا اور پھر رومن قبائل کا سامنا رہا۔ اسی دوران جرمن اور رومن قبائل کے مابین Battle Of The Teutoburg Forest (ٹوئٹے برگ جنگل کی جنگ) کے نام سے ایک بڑا معرکہ ہوا، جس میں رومن قبائل کے تقریباً بیس ہزار جنگجو مارے گئے، صرف چار ہزار سپاہی اپنی جان بچا کر بھاگ سکے، رومن افسروں نے اس شکست کی ذلت کی بناء پر

خودکشی کرلی۔اس جنگ میں جرمن قبائل کی قیادت کرنے والا Hermann (ہرمن) جرمنی کا مشہور ہیرو مانا جاتا ہے۔

1517ء میں ایک راہب Martin Luther (مارٹن لوتھر) نے مذہبی لحاظ سے برسراقتدار کیتھولک چرچ کے خلاف تحریک چلائی اور Protestant Reformation (پروٹسٹنٹ اصلاحات) کی بنیاد ڈالی، جس کے نتیجہ میں جرمنی میں تیس سال تک خانہ جنگی جاری رہی اور اس میں یورپ کی تمام بڑی طاقتوں نے بھرپور حصہ لیا اور جرمنی کا ملک جسے The Holy Roman Empire Of The German Nation (جرمن اقوام کی مقدس رومی بادشاہت) کے نام سے متحد کیا گیا تھا، چھوٹی چھوٹی 80 ریاستوں میں بٹ گیا۔ 1848ء میں جرمنی کو متحد کرنے کیلئے مختلف جرمن ریاستوں میں انقلاب کی تحریک چلائی گئی اور سب سے زیادہ طاقتور ریاست Prussia (پروشیا) کے بادشاہ کی ڈنمارک، آسٹریا اور فرانس کے ساتھ کامیاب جنگوں کے بعد 1871ء میں متحدہ جرمن ریاست وجود میں آئی، Prussia (پروشیا) کا بادشاہ Wilhelm I (ولہلم اوّل) اس متحدہ ریاست کا شہنشاہ بنا۔اس نے برلن کو اس متحدہ ریاست کا دارالحکومت بنایا اور Otto von Bismarck (اُٹو فون بسمارک) کو اپنا وزیراعظم مقرر کیا۔Bismarck (بسمارک) ایک بیدار مغز اور سیاست کے داؤ پیچ سے آگاہی رکھنے والا انسان تھا، چنانچہ اس کی کوششوں سے یہ متحدہ ریاست زیادہ مستحکم اور مضبوط ہوئی۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یورپ کے جن عمائدین کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے تبلیغی خطوط تحریر فرمائے ان میں Bismarck (بسمارک) بھی شامل تھا۔

پہلی جنگ عظیم میں جرمنی اور اس کے اتحادیوں کی شکست کے بعد جرمنی میں انقلاب آیا، 1919ء میں یہاں بادشاہت کا اختتام ہوگیا اور جمہوریت قائم کردی گئی۔1933ء میں اس ملک پر نازیوں کا اقتدار قائم ہوا اور دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر اور اس کے اتحادیوں کی شکست فاش کے بعد جرمنی کو مشرقی اور مغربی دو حصوں میں منقسم کردیا گیا۔1989ء میں دیوار برلن کو گرا کر جرمنی کے دونوں حصوں کو ایک دفعہ پھر متحد کردیا گیا۔

شویٹ سنگن محل کی سیر

Schwetzingen (شویٹ سنگن) کے باغ اور ہائیڈل برگ کے قلعہ کی سیر کیلئے حضور انور 10:20 بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کے بعد بیت السبوح سے قریباً 95 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع Schwetzingen (شویٹ سنگن) نامی شہر کی طرف روانگی ہوئے۔آٹوبان نمبر 5 اور 6 پر پچاس منٹ کی مسافت طے کرنے کے بعد قافلہ جب آٹوبان نمبر 6 سے اتر کر شہر میں داخل ہوا تو شہر کی انتظامیہ کی طرف سے پولیس کی دو گاڑیوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قافلہ کو Escort (اسکارٹ) کرنا شروع کیا اور جب تک حضور انور اس باغ میں موجود رہے سادہ لباس میں پولیس کے آدمی باغ کے مختلف حصوں میں ڈیوٹی پر مامور رہے۔

پولیس Escort (اسکارٹ) میں حضور انور کا قافلہ 11:25 پر جب مذکورہ باغ میں پہنچا تو آثار قدیمہ کی ماہر Dr. Elisabeth Sudkamp (ڈاکٹر ایلز بیتھ زوڈکمپ) بطور گائیڈ نیز باغ کی ڈائریکٹر کی نمائندہ حضور انور کے استقبال کیلئے گیٹ پر موجود تھیں۔ ڈائریکٹر کی نمائندہ نے اس باغ کی تصاویر اور معلومات پر مبنی ایک کتاب حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کی۔

Schomberg (شوم برگ) نامی خاندان نے 1350ء میں اس Schloss Schwetzingen (شویٹ سنگن محل) کی عمارت کے ایک حصہ کی تعمیر کی، 1658ء سے 1799ء تک مختلف بادشاہ اور حکمران اس کے باغ والے حصہ میں اضافہ کرتے رہے اور اس میں مختلف عمارتیں تعمیر کرتے رہے، اسی عرصہ میں بادشاہوں کی رہائش کیلئے ایک الگ قلعہ بھی تعمیر کیا گیا۔اس باغ کے عرف عام میں تین الگ الگ نام انگلش گارڈن، فرنچ گارڈن اور ترک گارڈن بھی ہیں۔

باغ میں موجود قلعہ کو بادشاہ گرمیوں میں رہائش کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔قلعہ میں کمرہ در کمرہ کئی کمرے ہیں۔آغاز میں بادشاہ کے ملازموں کا کمرہ ہے جس میں عام قسم کا فرنیچر رکھا گیا ہے اور اسے عام قسم کے سامان سے آراستہ کیا گیا ہے۔پھر بادشاہ کی عام ملاقات کا کمرہ ہے، اس میں نسبتاً بہتر سامان استعمال ہوا ہے، پھر بادشاہ کے خاص قسم کے مہمانوں کی ملاقات کا کمرہ ہے، جسے مزید بہتر قسم کے سامان سے آراستہ کیا گیا ہے۔اس کے بعد بادشاہ کا اپنا کمرہ ہے جس کے ساتھ لیٹرین کی سہولت بھی موجود ہے، پھر ایک طرف بادشاہ کی ملکہ کا کمرہ ہے جس کے ساتھ ڈریسنگ روم بھی ہے، بادشاہ اور ملکہ کے کمروں کے ایک طرف مختلف کھیلوں شطرنج اور تاش وغیرہ کے کمرے ہیں اور دوسری طرف کافی روم، کھانے کا کمرہ اور برتن وغیرہ رکھنے کا سٹور موجود ہے۔بادشاہ اور ملکہ کے کمروں کی خاص قسم کے سامان سے آرائش و زیبائش کی گئی ہے اور ان میں بادشاہ اور اس کی بیویوں کی تصاویر آویزاں ہیں نیز ان میں بادشاہ اور ملکہ سے تعلق رکھنے والی کئی یادگار اشیاء بھی رکھی گئی ہیں۔

چھٹیوں کی وجہ سے باغ کا قلعہ والا حصہ بند تھا لیکن جرمنی جماعت نے باغ اور قلعہ کو دیکھنے کی اجازت حاصل کرنے کیلئے جب انتظامیہ سے ملاقات کی اور انہیں جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے بارہ میں بتایا تو انتظامیہ نے نہ صرف یہ کہ حضور انور کیلئے خاص طور پر قلعہ کھولنے کو اپنے لئے باعث سعادت خیال کیا بلکہ اس شہر کی انتظامیہ نے ازخود قافلہ کیلئے پولیس Escort (اسکارٹ) اور باغ کے اندر سادہ لباس میں پولیس والوں کی ڈیوٹی کا انتظام بھی کیا۔ فجزاهم الله احسن الجزاء۔

بڑے بڑے ہالز پر مشتمل عمارت کے سامنے باغ والے حصہ میں مختلف قسم کے پھولوں اور باڑوں کے بڑے بڑے لان ہیں، جن کے بیچوں بیچ فواروں والے کئی تالاب ہیں نیز انہی لانز کے ساتھ ساتھ بڑے درختوں کی کئی قطاریں ہیں۔لانز اور تالابوں کے اندر خوبصورتی کیلئے مختلف قسم کے مجسمے اور آرائش کی اشیاء رکھی گئی ہیں، جنہیں موسم سرما کی شدت اور برف باری سے محفوظ رکھنے کیلئے لکڑی کے بڑے بڑے ڈبوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔

سردی کی شدت کے باعث تمام پودے اور درخت سرسبز چادر سے عاری تھے لیکن ان کی بھی اپنی خوبصورتی تھی تاہم گرمیوں میں جب یہ درخت اور پودے سرسبز لباس زیب تن کرلیتے ہیں تو ان کے بیچوں بیچ پانی سے بھرے تالاب اور بلندی کی طرف اٹھتے ہوئے فوارے عجیب سرور دیتے اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔

باغ کے ایک حصہ میں بڑی بڑی باڑوں سے گھرے ہفت اطراف نکلتے راستے بھول بھلیاں معلوم ہوتے ہیں۔ باغ کے اس حصہ سے آگے لوہے کی سلاخوں سے ایک گول جنگلہ بنا ہوا ہے، جس کے اوپر لوہے سے ہی مختلف شکلوں کے جانور بنے ہوئے ہیں۔موسم گرما میں یہ جنگلہ مختلف قسم کی بیلوں سے ڈھک جاتا ہے، ان جانوروں کے منہ سے پانی کے فوارے نکلتے ہیں اور یہ گول جنگلہ کھلے باتھ روم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔اس گول جنگلے کے ایک طرف لمبی گلی نکالی گئی ہے جس کے آخر پر ایک خیالی پینٹنگ اس طریق پر لگائی گئی ہے کہ پینٹنگ سے بالکل پہلے گلی کے کچھ حصہ کو بند اور اس پر چھت ڈال کر اندھیرا کیا گیا ہے اور پینٹنگ کے عین سامنے سے ٹیڑھے میڑھے انداز میں دیوار کو توڑ کر پینٹنگ دکھائی گئی ہے جو باہر کی روشنی میں خوب واضح دکھائی دیتی ہے۔اس جگہ کو End of the world (دنیا کا اختتام) کہا جاتا ہے۔ حضور انور نے اس پینٹنگ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ Three Dimensional (سہ جہتی) تصویر لگتی ہے۔ باغ میں ایک چھوٹی سی نہر باغ کے مختلف اطراف میں گھومتی ہے، جس میں کہیں کہیں مرغابیاں اس ٹھنڈے پانی سے لطف اندوز ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔

1780ء میں اس علاقہ کے حکمران Karl Theodor von Pfalz (کارل تھیوڈور فون فالز) نے اس باغ میں مختلف مذاہب کے معابد تعمیر کروائے جس کے تحت اس نے ترک باغ کی ایک جانب Barock (بیروک) طرز تعمیر کی نہایت خوبصورت مسجد بھی تعمیر کروائی، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس طرز تعمیر کی دنیا میں یہ واحد مسجد ہے۔مسجد کے بڑے دروازے پر لاالہ الا الله اور مسجد کی مختلف جگہوں پر سورۃ الاخلاص اور سبحان الله و بحمده و تبارک اسمک و لا اله غیرک، سبح بحمد الله و استغفره انه کان توابا اور انفقوا من قبل ان یاتیک الموت جیسے عربی کلمات کندہ ہیں۔ ان تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو لکھنے والا عربی سے نابلد تھا کیونکہ ان میں کئی جگہ الفاظ کی کمی بیشی نظر آتی ہے۔

مسجد کے سامنے پہنچ کر گائیڈ نے حضور انور سے عرض کی کہ کیا آپ ان تحریرات کو پڑھ سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہاں یہ لکھا ہے سبحان الله و بحمده۔ حضرت بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا نے اس گائیڈ سے کہا کہ یہاں ایک جگہ لا اله الا الله بھی لکھا ہے، کیا تمہیں علم ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ گائیڈ کے نفی میں جواب دینے پر آپ نے اسے اس کا مطلب بتایا۔ بعد میں حضور انور نے پوری وضاحت سے اس فقرہ کا مطلب گائیڈ کو سمجھایا۔

اس مسجد میں تعمیر کا کام ہونے کی وجہ سے چونکہ یہاں نمازیں نہیں پڑھی جاسکتی تھیں، لہٰذا اس حصہ سے واپس آکر حضور انور نے 1:30 بجے اسی باغ کے ایک ہال میں نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔

نمازوں سے فارغ ہوکر پونے دو بجے قافلہ باغ سے نکل کر قریب ہی گوا نامی ایک انڈین ریسٹورنٹ پہنچا، جس کے ڈائننگ ہال میں جماعت جرمنی نے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا اور یہ کھانا ہائیڈل برگ جماعت کے سیکرٹری ضیافت مکرم ضیاء اللہ صاحب نے تیار کروایا تھا۔

ریسٹورنٹ سے روانہ ہوتے وقت حضور انور نے ریسٹورنٹ کے مالک منوندر سنگھ ڈھلوں کو مصافحہ کا شرف بخشا اور اس سے کچھ دیر گفتگو فرمائی۔اس کے بتانے پر کہ وہ امرتسر سے تعلق رکھتا ہے، حضور انور نے فرمایا کہ پھر تو آپ ہم قادیان والوں کے ہمسائے ہیں۔

قلعہ ہائیڈل برگ کی سیر

پونے چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ ہائیڈل برگ پہنچا، جہاں سے اس شہر کے نام کی مناسبت سے ہائیڈل برگ نامی قلعہ کی سیر کا آغاز ہوا۔ یہ قلعہ جو ایک پہاڑ پر واقع ہے Kurfurst Ruprecht III (نواب رُپ ریخت سوم) نامی بادشاہ نے 1398ء سے 1410ء کے عرصہ میں بنوایا تھا۔مختلف جنگوں میں متعدد بار یہ قلعہ تباہ ہوا اور مختلف وقتوں میں اس کی مرمت ہوئی اور اس میں اضافے ہوتے رہے۔

اس قلعہ کی سیر میں بھی Dr. Elisabeth Sudkamp (ڈاکٹر ایلز بیتھ زوڈکمپ) بطور گائیڈ قافلہ کے ہمراہ تھیں۔قلعہ کے زیریں حصہ میں ایک بہت بڑا شراب خانہ ہوا کرتا تھا، جس میں اب بھی لکڑی کے بڑے بڑے ڈرم موجود ہیں، سب سے بڑے ڈرم میں 221726 لیٹر شراب کو ذخیرہ کیا جاسکتا تھا۔اس شراب خانہ کے عین اوپر ایک بڑا ہال موجود ہے، جس کی دیواروں پر بادشاہوں کی تصاویر آویزاں ہیں نیز سامنے کی طرف ایک سٹیج موجود ہے۔سٹیج کے عقب میں ہینڈ پمپ کی قسم کی بڑی سی کل موجود ہے، جس کے ذریعہ تقریبات کے دوران نچلی منزل سے اوپر ہال میں شراب پہنچائی جاتی تھی۔شراب کا اتنا بڑا ذخیرہ دیکھ کر مکرم امیر صاحب جرمنی نے بے اختیار ایک جرمن شاعر کا یہ شعر پڑھا جس کا مطلب ہے کہ " کیا ہی اچھا ہو اگر دریائے رائن (جو جرمنی کا سب سے بڑا دریا ہے) وائن (شراب) سے بھرا ہوا ہو۔" کاش کہ یہ لوگ اس لعنت کو چھوڑ دیں۔

اس تین منزلہ قلعہ کا ایک حصہ مرمت کے بعد ٹھیک ٹھاک کرلیا گیا ہے جبکہ باقی حصہ کی صرف سامنے کی دیوار ٹھیک کی گئی ہے باقی حصہ اسی طرح تباہی کا ہی شکار

میراج
ہوٹل اینڈ بینکویٹ ہال لاہور
MIRAGE HOTEL LAHORE
Stay with Comfort
21 Lake Road, Old Anarkali, Lahore.
Tel: 042-7238133-35 7238126-27 Fax: 042-7246344
www.miragelahore.com
Email: reservations@miragelahore.com
Email your Reservation now!

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

ہے۔قلعہ کی چھتوں سے گہرائی میں بہتا دریا Necker (نیکر) اوراس کے اردگرد ہائیڈل برگ کا شہر نظر آتا ہے۔

قلعہ کی عمارت میں داخل ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گائیڈ سے فرمایا کہ آپ نے کہا تھا کہ قلعہ دو بجے بند ہو جاتا ہے۔ اس پر گائیڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن آپ کیلئے بند نہیں ہو گا۔قلعہ کے اندر پہلی منزل کے ایک ہال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی سی خیالی تصویر آویزاں کر کے اسے Chapel (چیپل) یعنی چھوٹی عبادتگاہ بنایا گیا ہے۔

اسی ہال کمرہ کے ایک کونہ سے گول سیڑھیاں اوپر جاتی ہیں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی یہاں سے اوپر تشریف لے گئے۔اوپر بھی بڑے بڑے ہال کمرے موجود ہیں جن میں لکڑی کا فرنیچر، فانوس، پرانے بادشاہوں کے مجسمے اور دیواروں پر پورٹریٹ آویزاں ہیں۔ایک پورٹریٹ کے بارہ میں گائیڈ نے بتایا کہ یہ جس بادشاہ کا پورٹریٹ ہے، جب وہ بادشاہ بنا تو اس کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی، لیکن اس کی تصویر میں اسے بڑا کر کے اس لئے دکھایا گیا ہے تا کہ لوگوں کو یہ تأثر دیا جائے کہ یہ شخص نہایت عقلمند اور بڑا انسان تھا اور حکمرانی کا اہل تھا۔

اس منزل کو دکھانے کے بعد گائیڈ نے دریافت کیا کہ آپ مزید اوپر کی منزل پر جانا پسند کریں گے یا واپس چلیں گے؟ واپسی کا ارشاد فرمانے پر حضور انور ایک دوسرے راستہ سے نیچے تشریف لائے اور بادشاہ کا کمرہ ملاحظہ فرمایا جس کی دیواروں کی مرمت کی جا چکی تھی تاہم ایک دیوار کو پرانی حالت میں ہی رکھا گیا تھا۔ یہاں سے ایک اور راستہ سے حضور انور قلعہ کے ایک دوسرے حصہ میں تشریف لے گئے، جہاں مزید بلندی سے پورے شہر کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔حضور انور کے دریافت فرمانے پر گائیڈ نے بتایا کہ اس حصہ کی چھت دیگر ہالز کی چھتوں کی طرح نہایت خوبصورت تھی، جواب گر چکی ہے، کھڑکیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت تین منزلہ تھی۔ اس حصہ کے فرش پر ایسا پتھر استعمال ہوا ہے جو پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

واپسی پر حضور انور اس قلعہ میں موجود لائبریری کے ہال میں تشریف لے گئے، جہاں پرانے وقتوں کی چند دستاویزات پڑی ہیں، نیز قلعہ کی تباہی سے پہلے اور تباہی کے بعد، دونوں حالتوں کے ماڈل بھی ایک جگہ رکھے ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شویٹ سنگن (Schwetzingen) کے باغ اور ہائیڈل برگ کے قلعہ میں اپنے کیمرہ سے تصویر کشی فرمائی اور بعض جگہوں پر مووی بھی بنائی۔

یہاں سے 4:20 بجے قافلہ کی بیت السبوح کیلئے واپسی ہوئی۔سوا پانچ بجے بیت السبوح پہنچ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کے ساتھ میٹنگ

پونے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ کیلئے میٹنگ روم میں تشریف لائے، تمام شعبہ جات کا جائزہ لیا، قائدین سے ان کے کام کی تفصیل دریافت فرمائی اور درج ذیل ہدایات سے نوازا:۔

1۔صف دوم کے انصار میں جو یہ تصور پیدا ہو گیا ہے کہ دس میل سائیکل چلالی اور ٹورنامنٹ کر لئے تو بڑا تیر مار لیا، آپ کا صرف یہ کام نہیں۔ بلکہ اس شعبہ کا مقصد یہ ہے کہ اس عمر کے انصار اپنے آپ کو بوڑھے نہ سمجھنے لگ جائیں اور جس تنظیمی کام کو بڑی عمر کے انصار سرانجام دینے سے قاصر ہوں وہ کام یہ انصار سرانجام دیں۔صف دوم کے پروگراموں میں ورزش اور سائیکلنگ وغیرہ بھی یہ احساس دلانے کیلئے رکھی جاتی ہے کہ ہمارے اندر طاقت اور قوت ارادی ہے جس سے ہم یہ سارے کام کر سکتے ہیں۔ پس صف دوم کے سو فیصد انصار کو تبلیغی اور تربیتی کاموں میں شامل کریں۔

2۔ذیلی تنظیموں کا مقصد یہ ہے کہ جماعتی سطح پر جو سستیاں یا کمیاں ہیں ان کو وہ پورا کریں۔ اگر ذیلی تنظیم کے قائد مال یا قائد تربیت نے جماعتی شعبہ مال اور شعبہ تربیت پر ہی انحصار کرنا ہے تو پھر ذیلی تنظیم کا کیا فائدہ ہوا؟ اس لئے اپنے طور پر ان لوگوں کے بارہ میں معلومات حاصل کریں جو نمازوں اور جمعوں میں شامل ہونے میں سُست ہیں۔ان کے جماعت سے عدم رابطہ کی وجہ تلاش کریں اور پھر جماعتی، تنظیمی اور ذاتی ہر سطح پر پیار اور محبت سے انہیں سمجھا کر نمازوں میں، جمعوں پر اور نظام جماعت کی اطاعت کی طرف لائیں، اس کے بعد چندہ جات کی فکر کریں۔ اگر صرف پیسے لینے کی طرف توجہ رکھیں گے تو تربیت کے اصل مقصد سے ہٹ جائیں گے۔پس اس بارہ میں شعبہ تربیت کو فعال کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

3۔معاون صدر کو اگر صدر مجلس کی طرف سے کوئی کام سپرد نہیں ہوتا تو وہ دعا تو کر سکتا ہے، اپنی تنظیم کیلئے خاص طور پر دو نفل ادا کر سکتا ہے۔

4۔آمدن، نشستن اور برخواستن یعنی آئے، میٹنگ میں بیٹھے، بڑی بڑی سکیمیں بنائیں اور اٹھ کر چلے گئے، کے رجحان کو ختم کریں۔ اپنے کاموں کی اور میٹنگز میں طے پانے والے امور کی تعمیل کا باقاعدہ جائزہ لیتے رہنا چاہئیے۔

5۔ جب کوئی نیا شخص کسی عہدہ پر آتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ پچھلی فائلوں کو ضرور پڑھ لے تا کہ اسے علم ہو جائے کہ پہلے کیا کمیاں اور نقائص رہ گئے تھے جنہیں اسے دور کرنا ہے۔اس کے بعد وہ اپنا پروگرام بنائے۔

6۔اگر تربیتی کورس بنا کر نومبائعین کو بھجوائے جائیں اور ان کا باقاعدہ جائزہ لیا جاتا رہے تو تین سال بعد ان نومبائعین کو جماعت کی Main Streem میں شامل ہو جانا چاہئے، پھر انہیں نومبائعین کے کورسوں کی ضرورت نہیں رہنی چاہئے۔نماز بنیادی چیز ہے جو ہر نومبائع کو پڑھنی چاہئے۔ سب سے پہلے انہیں نماز پڑھنی اور قرآن کریم پڑھنا سکھایا جائے۔قرآن مکمل ہونے پر آمین کی طرز پر تقریب کا اہتمام کیا جا سکتا ہے، اس سے ان کا حوصلہ بڑھے گا۔

جن نومبائعین کو نماز اور قرآن کریم پڑھنا آ گیا ہے انہیں چند قرآنی سورتیں یاد کروائیں۔ پھر قرآن کریم کے ترجمہ سکھانے کی طرف توجہ دیں اور اس طرح انہیں باعمل احمدی بنائیں۔

7۔ داعیان کے سیمینار کی طرز کے ریفریشر کورسز کروائیں، ان کی مشکلات سنیں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کریں نیز انہیں اپنے تجربات بیان کرنے کا موقع دیں تا کہ دوسرے داعیان بھی ان تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔

8۔لٹریچر کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بارہ میں جرمنی کے حوالہ سے ساری دنیا کو ہدایات دے چکا ہوں، تین ملکوں کی طرف سے اس بارہ میں سکیمیں بھی بن کر آ گئی ہیں کہ آپ کی ہدایات کی روشنی میں ہم نے اس طرح کام کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔آپ جو براہ راست میرے مخاطب ہیں آپ بھی کام کر کے بتائیں۔

9۔ چیرٹی واک کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اصولی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جن علاقوں میں لوگ اسلام اور جماعت کے بارہ میں مشکوک ہیں وہاں ایسے پروگرام بنائیں۔ نیز جن علاقوں سے رقم اکٹھی ہو، وہاں کی مقامی چیرٹی تنظیم کو بھی اس رقم کا کم از کم نصف ضرور دیں، اس بات کو یہ لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔

10۔ چیرٹی واک کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ایک بات جس میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کوئی احمدی عورت یا بارہ سال سے بڑی احمدی بچی ٹریک سوٹ، ٹی شرٹ وغیرہ نہ پہنے اور بغیر پردہ کے نہ ہو نیز مخلوط تقریبات میں حصہ نہ لے۔اسی سلسلہ میں حضور انور نے عورتوں سے ہاتھ ملانے کی ممانعت کے بارہ میں ہدایات سے نوازا۔

11۔احمدی بچوں کی دنیوی تعلیم کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ احمدی بچوں کو زیادہ سے زیادہ ریسرچ کے میدانوں میں آنا چاہئے اور اگلے پندرہ بیس سال میں اس تحقیق کے میدان میں احمدیوں کا بہت اچھا تناسب ہونا چاہئے تا کہ یہ ملک احمدیوں کو اپنے ملکوں میں رکھنے پر مجبور ہو جائیں۔محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ فزکس، کیمسٹری اور میڈیکل کے میدانوں میں بھی احمدیوں کو آگے آنا چاہئے، اس ضمن میں حضور انور نے فرمایا کہ مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ ڈاکٹر نعیم صاحب ایک دن انشاء اللہ نوبل انعام حاصل کر لیں گے۔

میٹنگ کے بعد عاملہ نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوایا، جس کے بعد حضور انور نے انصاراللہ جرمنی کے دفاتر کا دورہ فرمایا۔

بعد ازاں حضور انور شعبہ ضیافت میں تشریف لے گئے اور کچن میں موجود کارکنات کو مختلف ہدایات فرمائیں۔ واپسی پر شعبہ ضیافت کے کارکنان کی درخواست پر حضور انور نے انہیں گروپ فوٹو بنوانے کا شرف عطا فرمایا۔

اپنی رہائش گاہ تشریف لے جاتے ہوئے حضور انور نے حضرت بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا سے ملاقات کیلئے آنے والی نومبائعات کو شرف ملاقات بخشا۔

8:05 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب و عشاء پڑھائیں اور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

مؤرخہ 25 دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

نماز ظہر وعصر سے قبل حضور انور نے اپنے رہائشی دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور نمٹائے۔ دوپہر ڈیڑھ بجے حضور نماز ظہر و عصر کیلئے مسجد بیت السبوح تشریف لائے اور دونوں نمازیں پڑھائیں۔

سہ پہر 3:20 بجے حضور سیر کیلئے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔مکرم امیر صاحب جرمنی نے سیر کیلئے بیت السبوح سے شمالی جانب Oberechbach (اوبرش باغ) کے علاقہ میں ایک نئی جگہ تجویز کر رکھی تھی۔ حضور کی اجازت سے سیر میں شامل احباب گاڑیوں پر مجوزہ علاقہ کی طرف روانہ ہوئے اور بیت القیوم کا علاقہ پیچھے چھوڑتے ہوئے سات منٹ کی مسافت کے بعد قافلہ مذکورہ جگہ پہنچ گیا۔ یہاں کھلے کھیتوں کے بیچوں بیچ سائیکل سواروں، پیدل افراد اور زرعی مشنری کیلئے پختہ ٹریک بنے ہوئے تھے۔ 4:25 بجے تک حضور انور نے یہاں سیر فرمائی۔ سیر کے دوران مکرم سعید گیسلر صاحب نائب امیر جرمنی نے حضور انور کی معیت کی سعادت پائی اور حضور انور مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو فرماتے رہے۔دوران سیر مکرم امیر صاحب بھی کچھ دیر کیلئے سیر میں شامل ہوئے۔سیر سے واپس آ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4:35 پر اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ

5:35 بجے شام حضور انور میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں لجنہ اماء اللہ جرمنی کی نیشنل عاملہ کے ساتھ حضور انور نے میٹنگ فرمائی۔تمام شعبہ جات کا جائزہ لیا، سیکرٹریاں سے ان کے کام کی تفصیل دریافت فرمائی اور درج ذیل ہدایات سے نوازا:۔

1۔جن مجالس کی طرف سے رپورٹس نہیں آتیں ان سے ہر پندرہ دن بعد ٹیلی فون یا ای میل کے ذریعہ رابطہ کریں۔

2۔ ناصرات کا کام اتنا اہم ہے کہ اس شعبہ پر کسی نائب صدر کو نگران بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کام پر مامور سیکرٹری میں نائب صدر بننے کی اہلیت ہونی چاہئیے۔

3۔ رشتہ ناطہ کے بڑے مسائل ہیں۔ چار میں سے ایک رشتہ لڑکی یا لڑکی کے والدین کی وجہ سے اور تین رشتے لڑکے کی وجہ سے ٹوٹ رہے ہیں جس میں لڑکا لڑکی پر اور لڑکی لڑکے پر الزام دیتی ہے۔اس کا جائزہ لیں اور جماعت نے رشتہ ناطہ کے بارہ میں جو سیمینار شروع کئے ہیں وہ ہر جگہ منعقد کروائیں۔ان پروگراموں سے پتہ چلا ہے کہ زیادہ رشتے والدین کی دخل اندازی کی وجہ سے ٹوٹتے ہیں اس لئے شعبہ تربیت اور شعبہ رشتہ ناطہ والدین اور خصوصاً ماؤں کی تربیت کی طرف توجہ دے اور ان کی اصلاح کرے۔

دوسرے یہاں کی لڑکیوں کو میاں بیوی کے حقوق و فرائض کے بارہ میں بھی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں اور انہیں اس بارہ میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات بتائیں، انہیں بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت سے کیا توقع رکھتے ہیں اور خلفائے احمدیت کے اس بارہ میں ارشادات خصوصاً گزشتہ تین چار سال میں، میں نے اس بارہ میں جو باتیں کہی ہیں، ان میں کمی بیشی یا کانٹ چھانٹ کئے بغیر من وعن الفاظ ان تک پہنچائیں۔ اس سے ہٹ کر یا اس میں کمی بیشی کر کے اگر کوئی پروگرام بنائیں گی تو اس میں برکت نہیں پڑے گی کیونکہ یہ بات اَلْاِ مَـامُ جُنَّةٌ کے خلاف ہے۔اس لئے امام کی اقتداء میں اپنے کام سرانجام دیں۔

لڑکیوں کے اور ان کی ماؤں کے الگ الگ اور دونوں کے اکٹھے گفتگو کے پروگرام بنائیں۔گفتگو کے یہ پروگرام ہر ریجن میں کئے جائیں۔لوگوں کو یہ بھی بتائیں کہ جب اپنے واقف کاروں سے باہر رشتہ کیا جائے تو اپنے طور پر رشتہ طے نہ کریں بلکہ نظام جماعت کے ذریعہ پتہ کروائیں کہ کیسے لوگ ہیں، کیسا خاندان ہے؟ پھر یہ بھی دیکھیں کہ فریقین میں کفو ہے کہ نہیں۔

4۔ پڑھی لکھی لڑکیوں کو شامل کر کے پردہ کے

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

موضوع پر ایم ٹی اے کیلئے گفتگو کا پروگرام بنائیں، جس میں اس اسلامی حکم کا مقصد بیان کریں۔ اس موضوع پر بائبل کے حوالہ جات سے بات کریں اور بتائیں کہ عیسائیت نے عورت کو کمتر سمجھتے ہوئے پردہ کا حکم دیا ہے جبکہ اسلام نے عورت کے تقدس اور اس کے مقام کو بلند کرنے کیلئے یہ حکم دیا ہے۔ پھر پردہ کی مخالفت کرنے والے لوگوں کو بتائیں کہ تم نے اپنے مذہب کو اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ وہ پریکٹیکل مذہب نہیں تھا اور آجکل کے حالات میں چل نہیں سکتا تھا لیکن اسلام ایک پریکٹیکل مذہب ہے اور ہم حجاب اور پردہ کے ساتھ ہر کام کرسکتی ہیں۔ ایسے پروگرام بنا کر ایم ٹی اے کیلئے بھجوائیں۔ ایم ٹی اے پر لجنہ اماء اللہ کے جو پروگرام آتے ہیں وہ میری ہدایات اور نگرانی میں بنتے ہیں، اگرچہ وہ ساری دنیا کیلئے ہوتے ہیں لیکن یہاں کے ماحول کے لحاظ سے خاص طور پر یورپ کے ممالک کیلئے ہوتے ہیں۔

5۔ میری ہدایات کے بارہ میں جو سرکلر بھی مجالس کو بھجوائیں اس کی کاپی رپورٹ کے ساتھ مجھے بھی بھجوایا کریں۔

6۔ مختلف خطبات اور خطابات میں جو ہدایات دی جاتی ہیں، ان پر فوری طور پر عمل ہونا چاہئے۔ سہ ماہیوں کا انتظار کرنا بالکل غلط چیز ہے۔ فعال جماعتیں ادھر سنتی ہیں اور اُدھر پروگرام بنا کر عمل شروع کردیتی ہیں۔

7۔ لجنہ اماء اللہ کی اصلاحی کمیٹی میں سیکرٹری تربیت کا شامل ہونا ضروری ہے۔

8۔ لجنہ اماء اللہ سے متعلق خطابات اور لجنہ کے دوسرے پروگراموں کی جرمن ترجمہ کے ساتھ سی ڈی تیار کر کے لوگوں کو دیں۔ نیز ہر خطبہ کے بعد اس میں بیان مضمون کے بارہ میں تین چار سوال بنا کر ممبرات لجنہ اماء اللہ سے ان کا جواب لیں تاکہ پتہ چل سکے کہ کس نے خطبہ سنا یا پڑھا ہے۔

9۔ کرسمس اور ایسٹر کے حوالہ سے ناصرات کیلئے ہر ریجن میں معلوماتی پروگرام منعقد ہونے چاہئیں جن میں بچیوں کو سکولوں میں ہونے والے سوالوں کے جواب بتائے جائیں، خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں عیسائیت کے غلط تصور اور اسلام کے ان کے بارہ میں صحیح نظریہ سے انہیں آگاہ کیا جائے۔ اسی طرح عید کے حوالہ سے بھی پروگرام بننے چاہئیں۔

10۔ جو احمدی بچیاں پردہ وغیرہ پر اعتراض کرتی ہیں، جیسا کہ میں نے لجنہ اماء اللہ یوکے کے اجتماع میں کہا تھا، انہیں بتائیں کہ آپ جب کوئی کلب جائن کرتی ہیں تو اس کے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں، اگر ان اصول و ضوابط کی پابندی نہ کی جائے تو اس کلب کی ممبر شپ منسوخ ہوجاتی ہے۔ پس اسلام نے بھی کچھ اصول بنائے ہیں اس میں نماز پڑھنی، قرآن پڑھنا اور اس کے تمام حکموں پر عمل کرنا شامل ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے آپ نے یہ عہد کیا ہے کہ آپ جو کہیں گے وہ کروں گی۔ ان باتوں کے پیش نظر خود دیکھ لو کہ تم کس مقام پر ہو۔ پھر ان سے پوچھیں کہ کیا تم خود کو احمدی سمجھتی ہو؟ اگر سمجھتی ہو تو کیا اسلام کے بنیادی حکموں پر یقین رکھتی ہو؟ اگر رکھتی ہو تو کیا اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہو؟ اگر کرتی ہو تو اس میں ایک حکم پردہ کا بھی ہے۔ اس طریق پر سمجھاتے ہوئے ان سے پوچھیں کہ اب بتاؤ کہ تم کیا کرنا چاہتی ہو، منافقت کے ساتھ جماعت میں دکھاوے کیلئے رہنا چاہتی ہو یا اپنے آپ کو بدل کر نیک ارادہ کے ساتھ خود کو ٹھیک کرنا چاہتی ہو؟

11۔ عہدیداران کا پردہ بہرحال صحیح ہونا چاہئے۔ یوکے کی لجنہ کو میں نے کہہ دیا ہے کہ جو اسلامی احکامات پر عمل کرنے والی اور موصیہ ہو اسے عہدیدار بنائیں۔ وصیت اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے مومن اور منافق میں فرق کی علامت قرار دیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس موضوع پر باقاعدہ ایک تقریر بھی فرمائی تھی۔

آپ عہدیداران کو وصیت کی تحریک ضرور کریں۔ ٹھیک ہے وہ پابند نہیں ہے کہ ضرور وصیت کرے لیکن پھر آپ بھی پابند نہیں ہیں کہ اسے عہدیدار بنائیں، اس لئے کہ اس نے گریجوایشن کی ہوئی ہے اور دو عقل کی باتیں کرلیتی ہے۔ اس کی بجائے اسے عہدیدار بنائیں جو اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد آپ کے جاری کردہ نظام وصیت میں بھی شامل ہے تو گو وہ کچھ کم پڑھی ہوئی ہے، اسے عہدیدار بنائیں۔

12۔ صدر اور شعبہ تربیت کا کام ہے کہ نئی نسل کی طرف سے ہونے والے سوالات اکٹھے کریں اور ان کے جوابات قرآن کریم، عقل اور موجودہ سائنس کی رو سے تیار کروائیں اور انہیں ہر جگہ بھجوائیں۔

13۔ تعلیمی نصاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور شامل ہونی چاہئے۔ اگر کوئی کتاب نہ ملے تو جن اقتباسات کا جرمن زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے انہیں شامل کریں۔ لوگوں تک بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ پہنچنے چاہئیں۔

14۔ تمام ناصرات کو وقف جدید کے چندہ میں ضرور شامل ہونا چاہئے اور ان کے چندہ کے اعتبار سے معیار مقرر کریں اور جو ناصرات اس معیار کے مطابق چندہ ادا کریں ان کے نام کی فہرست بنا کر مجھے بھجوائیں۔

15۔ لڑکیاں باپردہ سوئمنگ پول میں خواتین گائیڈ کی نگرانی میں مناسب لباس کے ساتھ سوئمنگ کرسکتی ہیں۔ اسی طرح گھڑ سواری بھی کرسکتی ہیں، اس کیلئے شعبہ صحت جسمانی کے تحت ٹیم بنا کر کلب میں گھڑ سواری بھی سیکھیں۔ یہ کام کسی بڑے کی نگرانی میں ہونے چاہئیں۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ

7:10 بجے اس میٹنگ کے اختتام پر اسی میٹنگ روم میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی نیشنل عاملہ کے ساتھ میٹنگ فرمائی، تمام شعبہ جات کا جائزہ لیا، مہتممین سے ان کے کام کی تفصیل دریافت فرمائی اور درج ذیل ہدایات سے نوازا:۔

1۔ جن مجالس کی طرف سے رپورٹس نہیں آتیں، ان سے ہر ماہ رابطہ ہونا چاہئے۔

2۔ جن لڑکوں کے شادی کے بعد میاں بیوی کے درمیان تنازعات شروع ہو جاتے ہیں، ایسے لڑکوں کو سمجھانے کیلئے شعبہ تربیت کے تحت پروگرام بننے چاہئیں۔ ایسے لڑکوں کی موٹی موٹی تین اقسام ہیں۔ ایک وہ جو پاکستان سے لڑکیاں بیاہ کر لاتے ہیں اور پھر یہاں آکر پسند ناپسند کا مسئلہ کھڑا کردیتے ہیں۔ دوسرے جو یہاں رشتے ہو رہے ہوتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد ختم ہو جاتے ہیں اور تیسرے وہ لڑکے جو پاکستان وغیرہ سے آکر یہاں شادی کرتے ہیں، ایسے لڑکے زیادہ تر کام نکل جانے کے بعد دوڑ جانے والے ہوتے ہیں۔ ان تمام لڑکوں کو سنبھالیں، ان کے مسائل کی وجوہات معلوم کر کے انہیں سمجھانے کی کوشش کریں۔

3۔ خدام الاحمدیہ یوکے کے اجتماع پر میں نے توجہ دلائی تھی اور کل انصار اللہ کی میٹنگ میں بھی انہیں کہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خواہش تھی کہ جوبلی کا سال جب آئے تو جماعت احمدیہ کو ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جیسے سو سائنسدان چاہئیں۔ تو ایسی صلاحیت رکھنے والے طلباء کو تلاش کریں، ان کی راہنمائی کریں اور انہیں سائنس کے مختلف مضامین میں ریسرچ کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔

4۔ میں نے جماعتی اداروں اور ذیلی تنظیموں کو ہدایت دی ہوئی ہے کہ رسائل وغیرہ کے ٹائٹل پر آئندہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر شائع نہ کی جائیں۔

5۔ جماعتی بلڈنگز میں خدام الاحمدیہ کو پھول پھلواڑیاں لگانے کا کام سنبھالنا چاہئے، جیسا کہ میرے توجہ دلانے پر خدام الاحمدیہ یوکے نے اسلام آباد میں گھاس کی کٹنگ اور پھول پودوں کا انتظام سنبھالا ہوا ہے۔

6۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اطفال اور ناصرات کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ وقف جدید کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں، اس لئے انہیں زیادہ سے زیادہ وقف جدید میں حصہ لینا چاہئے۔ اطفال اور ناصرات کے چندوں کے اعتبار سے اوّل، دوم اور سوم معیار مقرر کریں۔ ننھے مجاہد کیلئے بیس یورو چندہ کم ہے اس کا معیار کم از کم پچاس یورو ہونا چاہئے۔ بچوں کے کھانے پینے اور جیب خرچ کا حساب کر کے جائزہ لیں کہ بچے کتنا ادا کرسکتے ہیں۔

7۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی نہ کوئی کتاب یا حضور اقدس کے کچھ اقتباس تعلیم کے نصاب میں ضرور رکھیں اور اس کورس کو امتحان میں بھی شامل کریں۔

8۔ جو افراد وصیت کرتے ہیں، ان سے مل کر یہ جائزہ لیں کہ اس نظام میں شمولیت کے بعد ان کی طبیعت، تربیت اور جماعتی تعاون میں کیا فرق پڑا ہے۔ پھر ان باتوں سے دوسرے خدام کو آگاہ کر کے انہیں بھی اس نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

9۔ کسی خادم کو فارغ نہیں رہنا چاہئے، پڑھائی کرے یا کام کرے خواہ سٹال ہی لگائے، بہرحال کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے۔

10۔ جس طرح مختلف کمپنیاں اپنے اشتہارات کمپیوٹر کے ذریعہ بھجواتی ہیں اور وہ خود بخود آپ کے پرنٹر میں پرنٹ ہو کر نکل آتے ہیں، جائزہ لے کر جماعتی تعلیمات اور جماعت کا تعارف لوگوں تک پہنچانے کیلئے اس قسم کے پروگرام بنائیں۔ اس بارہ میں اچھی طرح معلومات حاصل کرلیں کہ آپ کا بھجوایا ہوا جماعتی لٹریچر ردو بدل سے محفوظ رہے نیز یہ کام خلاف قانون نہ ہو تا جماعت کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ ہوسکے۔

11۔ دنیا میں پڑھنے کا رواج کم ہو چکا ہے اس لئے جماعتی تعلیمات پر مبنی سی ڈی وغیرہ تیار کریں جو لوگ سفر کے دوران اپنی گاڑیوں میں سن سکیں یا اپنے گھروں میں سن سکیں۔

12۔ جو خدام نمازیں نہیں پڑھتے تھے، توجہ دلانے پر پڑھنے لگے، اس کے نتیجہ میں ان میں جو تبدیلی آئی، جو انقلاب آیا، طبیعت میں جو فرق پڑا اور اس کا جو فائدہ ہوا، اس سے دوسرے خدام کو آگاہ کریں تاکہ انہیں بھی نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہو۔

13۔ چندہ میں سے مرکز کا حصہ سال بعد کی بجائے چھ ماہ بعد مرکز کو بھجوایا کریں۔

14۔ جب بھی کسی کو کوئی عہدہ ملے وہ اس شعبہ سے متعلق سابقہ ریکارڈ کا اچھی طرح مطالعہ کرے، پھر اپنی سکیم تیار کرے اور آنے والے کیلئے ایک اچھا ریکارڈ چھوڑ کر جائے۔

15۔ جو خطابات اور خطبات آپ سنتے ہیں، ان میں جو باتیں آپ کے شعبہ کے متعلق ہوں ان کو الگ نوٹ کر کے اس کے مطابق اپنے پروگرام بنایا کریں اور ہر شعبہ میں آپ کا قدم پہلے سے آگے ہونا چاہئے۔

16۔ شعبہ اطفال اس بات کا جائزہ لیتا رہے کہ جو بچے اطفال سے خدام میں جا رہے ہیں، وہ پوری طرح تیار ہو کر جائیں۔ شعبہ اطفال کو اگر آپ اچھی طرح سنبھال لیں گے تو خدام الاحمدیہ کے بہت سے مسائل کم ہو جائیں گے۔

خدام الاحمدیہ میں آنے کے بعد بچے خود کو کچھ آزاد خیال کرنا شروع کردیتے ہیں اور اٹھارہ سال کے بعد جب ان ملکوں میں آزادیاں ملتی ہیں تو وہ بہت کھل جاتے ہیں۔ اس لئے انہیں سمجھائیں کہ خدام الاحمدیہ میں جانے کے بعد بھی تم نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے احکامات کا پابند رکھنا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کر کے انہیں سمجھائیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر جماعت میں چھوٹی سطح پر تربیتی نظام قائم ہے۔ جب بچپن سے ہی انہیں جماعت سے منسلک کرلیں گے تو پھر ہر سطح پر وہ جماعت سے وابستہ رہتے ہیں۔ پس عہدیداران کو فعال ہونے اور بچوں کے ساتھ ذاتی رابطے بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر نچلی سطح تک عہدیداران فعال ہو جائیں تو بچوں کو سنبھالا جاسکتا ہے۔ تو بات صرف یہ ہے کہ کام کریں، کام، کام اور کام۔ تبلیغی کام کو بھی آپ نے بہت زیادہ سنبھالنا ہے، اسے سنبھالیں۔

میٹنگ کے اختتام پر عاملہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی نیز مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی درخواست پر حضور انور نے تمام ممبران عاملہ کو ازراہ شفقت مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔

سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں اور پھر حضور انور اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

DEAN MANSON SOLICITORS
We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation
CONTACT
MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG
243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ
TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456
EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ 27/اگست 05ء میں مختلف احباب کے حوالہ سے حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے بعض دلکش پہلوؤں کی تصویرکشی کی گئی ہے۔

☆ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ میرے استاد ہیں مجھے کوئی ایسی دعا بتائیں جو میں آپ کے لئے بالالتزام جاری رکھ سکوں۔ چنانچہ آپ نے مجھے یہ دعا سکھائی جس کا ترجمہ ہے: "اے خدا! مجھے اور میرے بھائی کے گناہ بخش اور ہمیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تو بے انتہا اور بار بار رحم کرنے والا ہے"۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے مجھے دعا محض اپنے لئے نہیں بتائی بلکہ مجھے بھی دعا میں شریک کرلیا۔

☆ مکرم چوہدری ناصرالدین صاحب بیان کرتے ہیں۔ 1939ء کی تعطیلات میں حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان دنوں فارغ ہو۔ میرے دفتر میں آجایا کرو۔ چنانچہ پندرہ بیس روز تک مجھے آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقعہ مل گیا۔ ان دنوں آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ اس لئے آپ مجھ ہی سے کلام پاک کا ترجمہ انگریزی (ٹائپ شدہ) پڑھواتے اور نوٹ وغیرہ لکھواتے۔ آپ کی سیرت کے بعض پہلوؤں نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا۔ اول یہ کہ آپ ترجمہ کا کام شروع کرنے سے پیشتر وضو کرتے اس کے بعد اس کثرت سے تسبیح، استغفار اور دعا کرتے تھے کہ میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ جاتا اور سوچتا کہ آپ اتنی لمبی دعاؤں کے ساتھ اس عظیم الشان کام کو کس طرح ختم کرسکیں گے۔ آپؓ مجھ ناچیز کو بھی جو اس وقت کم عمر ہونے کے علاوہ محض ایک طالب علم کی حیثیت رکھتا تھا، فرمایا کرتے تھے کہ: "دعا کرو خدا تعالیٰ میرے گناہ معاف فرمائے۔ اور ترجمہ کا کام جلد ختم ہوجائے"۔

☆ محترم مولوی محمد احمد جلیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا یہ عام معمول تھا کہ مختلف پریشان حال دوستوں اور حاجتمندوں کے لئے جن کے آپ کو خط موصول ہوتے۔ یا خود مل کر دعا کی درخواست کرتے، خود بھی دعا کرتے اور دوسرے دوستوں میں بھی دعا کی تحریک فرماتے۔ حتیٰ کے مجھ جیسے ناچیز کو بھی جب اس خدمت سے نوازتے تو میں محجوب سا ہوجاتا۔ یہ دیکھ کر حضرت مولوی صاحب فرماتے کہ: "دوسروں کے لئے دعا کرنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ دعا کی توفیق ملتی ہے"۔

☆ محترم شیخ عبدالقادر مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا یہ معمول تھا کہ جب ڈاک آتی تو لفافہ چاک کرتے وقت یہ دعا پڑھتے جس کا ترجمہ ہے: اے خدا بہتری ہمارے لئے ہو۔ اور برائی ہمارے دشمنوں کے لئے۔

☆ مکرم عبدالسلام اختر صاحب ایم اے کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ چند لڑکے گلی ڈنڈا کھیل رہے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ وہاں سے گزرے تو ایک لڑکے نے اس زور سے ڈنڈے سے گلی کو مارا کہ وہ سنسناتی ہوئی سیدھی آپؓ کو آن لگی۔ مَیں نے غصہ کے عالم میں اس لڑکے کو آواز دی "ادھر آؤ"۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے میری آواز سن کر فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا اور فرمایا: "بچوں کو مارنا ٹھیک نہیں، صرف سمجھادیں کہ گزرگاہوں پر نہ کھیلا کریں"۔

☆ مکرم تاج الدین صاحب لائلپوری لکھتے ہیں ایک دفعہ صادق لائبریری میں مطالعہ میں مصروف تھا حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اپنے تحریری کام میں مشغول تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کسی کام کے لئے باہر جانے لگے تو اپنی چھتری میرے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا دھیان رکھیں۔ میں بہت اچھا کہہ کر پھر مطالعہ میں محو ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مولوی صاحبؓ تشریف لائے اور چھتری کے بارہ میں دریافت فرمایا جو وہاں نہیں تھی۔ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ کون صاحب چھتری لے گئے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحبؓ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: "دراصل مطالعہ ایسی ہی محویت سے ہونا چاہئے"۔ دوسرے روز حضرت مولوی صاحبؓ کو وہ چھتری تو مل گئی لیکن آپؓ کی اس چشم پوشی اور بردباری کی یاد میرے دل سے فراموش نہ ہوسکی۔

☆ حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد میں بیعت کئے بغیر لاہور چلا آیا۔ پھر 1920ء میں کسی شادی کی تقریب پر میرا قادیان آنا ہوا تو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے میری ملاقات ہوئی۔ آپؓ نے ازراہ ہمدردی مجھے مخاطب کرکے فرمایا: "ماسٹر صاحب! بعض لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی خدمات ہوتی ہیں کہ ان میں کوئی کمزوری بھی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے۔ لیکن ہمیں بڑی احتیاط کرنی چاہئے کہ ہم سے کوئی کوتاہی سرزد نہ ہو۔ آپ کو بیعت کرلینی چاہئے اور مولوی صاحب کی ریس نہیں کرنی چاہئے"۔ میں سمجھ گیا کہ آپؓ کا پہلا اشارہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف ہے اور دوسرا میری طرف۔ اس نصیحت نے میرے دل کی گہرائیوں میں ایسا پائیدار اثر چھوڑا کہ بالآخر مجھے خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کی بیعت کی توفیق نصیب ہوگئی۔

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب

حضرت مولانا عبدالمالک خانصاحب کی وفات پر ان کی سب سے بڑی بیٹی مکرمہ فرحت الہ دین صاحبہ مرحومہ نے یہ مضمون رقم کیا تھا جو روزنامہ "الفضل" ربوہ 27و28اکتوبر2005ء میں شائع ہوا ہے۔

ایک شفیق مہربان اور بے مثال باپ جن کا محض باپ ہونا تو خاص خوبی کی بات نہ ہوتی بلکہ انہوں نے اپنی پدرانہ شفقت اور خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہمارے سامنے ایک بلند کردار، اولوالعزم جواں ہمت انسان اور ایک مثالی اور قابل تعریف باعمل باپ بن کر دکھایا جس سے متاثر ہوکر ہم خود بخود ان کے نیک نمونہ پر چلنے لگے۔ آپ ہی نے مجھے قرآن کریم پڑھایا اور قرآن کا پہلا دَور مکمل کرنے پر بہت خوشی منائی۔ گویا عید کا دن تھا۔ نماز پڑھنا بھی آپ نے سکھائی۔ آپ ہی نے مجھے ابتدائی اردو اور فارسی بھی سکھائی۔

آپ کی تقاریر کی املاء کرنے کا بھی موقع ملا۔ جب کوئی تقریر لکھواتے تو پھر گھر میں ایک بار سب کو سناتے اور رائے پوچھتے۔ پھر تقریر کرنے سے پہلے خود بھی بہت دعا کرتے اور ہمیں بھی دعا کے لئے کہتے۔ تقریر سامعین کو پسند آتی تو گھر آکر سجدہ شکر بجالاتے۔ ہر وقت درود شریف پڑھنا آپ کی عادت ثانیہ بن گئی تھی اور ہمیں بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔

آپ بیٹیوں سے بہت پیار کرتے۔ ہم بیمار ہوتے تو علاج اور تیمارداری کی طرف بھرپور توجہ دیتے۔ ہم گرمی میں تھکے ہوئے سکول سے گھر آتے تو آپ فوراً کھڑے ہوجاتے اور ہاتھ گیلا کرکے ہمارے چہرے پر پھیرتے، پنکھے کے سامنے بٹھاکر باتیں کرتے۔ اگر ہم کہتے کہ آپ یہ تکلیف نہ کیا کریں تو فرماتے کہ میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی فاطمہؓ سے کیسی شفقت کا سلوک فرماتے تھے، مَیں اُس نمونے کی پاسداری کرتا ہوں۔

ہمارے ساتھ آپ کھیلا بھی کرتے تھے، امّی کی بیماری میں ہمارا ہر طرح خیال رکھتے، سکول کے لئے تیار کرواتے، کھانا تیار کرتے۔ ہم آپ کے ساتھ بہت خوش رہتے تھے۔ لیکن ایسے میں اگر دینی کام کے لئے کوئی بلاوا آجاتا تو فوراً چل دیتے۔ رشتہ داروں کا بھی خاص خیال رکھتے۔

آپ کی کمسنی میں ہی آپ کی والدہ آپ کو ہمراہ لے کر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کو وقف کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضورؓ نے منظوری مرحمت فرمائی اور آپ کے بائیں گال پر بوسہ لیا۔ آپ اس یادگار لمحہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے کہ حضورؓ کی شفقت نے میری زندگی یکسر بدل ڈالی۔ اسی وجہ سے اپنی والدہ کے لئے بھی شکر کے جذبات سے بھرپور رہتے۔ آپ صرف تیرہ سال کے تھے جب والدہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ بعد میں جب آپ کے چچا مولانا محمد علی جوہر نے آپ کو ایک عمدہ نوکری دلادی تو آپ کے والد نے یہ خبر سن کر خوش ہونے کی بجائے کہا کہ تمہاری ماں نے تو تمہیں وقف کیا تھا اور تم دنیا کمانے کی فکر میں ہو۔ چنانچہ آپ نے اگلے ہی دن استعفیٰ دیدیا اور اپنے والد کی اطاعت کرتے ہوئے مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔

اکثر رات کو عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر ایک گھنٹہ بیت بازی ہوتی۔ اس دوران آپ ہمیں بعض اشعار کے معانی بھی سمجھاتے جاتے۔ ایک بار آپ نے ہمیں کہا کہ ہم سب بچے اپنی والدہ کے ساتھ مل کر آپ سے بیت بازی کا مقابلہ کرلیں۔ چنانچہ یہ مقابلہ ہوا اور حیرت تھی کہ ہم سب کو جتنے شعر یاد تھے، آپ کو اُس سے بھی زیادہ یاد تھے۔

آپ ہمیں مسلمان خواتین کی قربانیوں کے قصے بھی سنایا کرتے۔ آپ نے ہی ہمیں تقریر لکھنا اور کرنا سکھایا، مضمون لکھنا سکھایا، ادبی ذوق سے روشناس کیا۔ صبح فجر کی نماز پر اٹھاتے اور رات سونے سے پہلے دعائیں یاد کرواتے۔ آپ الارم وغیرہ کے عادی نہ تھے بلکہ خود ہی صبح تین چار بجے اُٹھ جایا کرتے تھے اور بغیر گھڑی کے چاند ستاروں کی روشنی سے وقت معلوم کرلیتے تھے۔

آپ زندگی کو قدرت کا بہترین عطیہ سمجھتے جس کا اوّلین مصرف اپنے پیدا کرنے والے سے ذاتی تعلق قائم کرنا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کا خوف بھی دل میں بہت تھا۔ نیکی کو بشاشت قلبی کے ساتھ اختیار کرتے اور بدی کو بیزار ہوکر ترک کردیتے۔

مکرم مرزا محمد لطیف بیگ صاحب

مکرم مرزا محمد لطیف بیگ صاحب قادیان کے قریب گاؤں لنگر وال میں مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ پتوکی ضلع قصور کے ہاں پیدا ہوئے۔ حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ لنگر وال کے پوتے تھے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ بچوں کی تربیت کی خاطر ان کے والد صاحب لنگر وال سے قادیان آگئے تھے۔ اُن کا اینٹوں کا بھٹہ بھی تھا۔ قیام پاکستان کے بعد پتوکی ضلع قصور میں آباد ہوئے۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ 14 ستمبر 2005ء میں مکرم رانا مبارک احمد صاحب کے قلم سے اپنے نسبتی بھائی مکرم مرزا محمد لطیف بیگ صاحب کا ذکر خیر شائع ہوا ہے۔

مکرم مرزا محمد لطیف بیگ صاحب نے فرقان فورس میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق رکھتے تھے۔ اپنے گھر میں سیرت النبیؐ اور دوسرے جلسے کرواتے تھے۔ گھر میں ہمیشہ لنگر جاری رہا۔ 1994ء میں پندرہ دن سے زیادہ اسیر راہِ مولا رہے۔ 1974ء اور 1984ء میں بھی خاص خدمت کی توفیق پائی۔ اس وقت آپ کے بڑے بھائی مرزا احمد سعید بیگ صاحب مرحوم صدر جماعت پتوکی تھے۔ آپ بھی جماعت کی مختلف خدمات پر مامور رہے۔ اپنی زندگی میں کئی غریب بچیوں کی اپنے خرچ پر شادیاں کروائیں۔ غرباء کا علاج اپنی جیب سے کراتے۔ آپ نے آنکھوں کا عطیہ کرنے کی وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ آپ 7 دسمبر 2004ء کو قریباً 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ احمدیہ قبرستان ماڈل ٹاؤن میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو 4 بیٹے اور 2 بیٹیوں سے نوازا۔ اہلیہ کی چندسال قبل وفات ہوگئی تھی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
26th January 2007 – 1st February 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 26th January 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 306, Recorded on 22/07/1997.
02:30	Seminar: A discussion about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
03:10	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
04:05	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 162, Recorded on 19th November 1996.
05:05	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Children's Class with Huzoor. Recorded on 20h February 2005.
08:05	Le Francais Cest Facile: Programme teaching you how to read, write and speak French.
08:30	Siraiki Service
09:15	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 38, Recorded on 19th May 1995.
10:20	Indonesian Service
11:10	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:05	Tilaawat & MTA News Review Special
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
14:10	Dars-e-Hadith
14:20	Bangla Shomprochar
15:20	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:10	Friday Sermon [R]
17:10	Interview: An interview in Urdu with Abdul Manan Naheed. Part 2.
18:05	Le Francais Cest Facile: Programme teaching you how to read, write and speak french. [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:25	Urdu Mulaqa'at: Session 38 [R]
23:35	MTA Variety: A discussion programme on the 'Attributes of Allah'.

Saturday 27th January 2007

00:15	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:15	Le Francais C'est Facile: No. 90
01:45	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 307, Recorded on 23/07/1997.
03:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 26th January 2007.
04:05	Bangla Shomprochar
05:05	Interview: An interview in Urdu with Abdul Manan Naheed.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00	Children's class with Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community. Recorded on 05 February 2005.
08:05	Ashab-e-Ahmad
08:40	Friday Sermon [R]
09:40	Australian Wildlife
10:05	Indonesian Service
11:00	French Service
12:00	Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55	Bengali Service
14:00	Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00	Children's Class [R]
16:00	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:10	Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) Recorded on 25 February 1996. Part1.
18:30	Al Hawar Al Mubashar
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Children's Class [R]
22:05	Australian Wildlife
22:25	Ashab-e-Ahmad
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 28th January 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00	Seerat-un-Nabi (saw)
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 308, recorded on 31/07/1997.
02:35	Ashab-e-Ahmad
03:15	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 26th January 2007.
04:25	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:35	Australian Wildlife. Part 2.
06:00	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:15	Bustan Waque-Nau Class with Huzoor . Recorded on 4th December 2004.
08:15	Learning Arabic: Programme No. 15
09:00	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso.
09:55	Indonesian Service
10:55	Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 19th May 2006.
12:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05	Bangla Service
14:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 26th January 2007.
15:10	Bustan–e-Waqfe-Nau Class [R]
16:10	Huzoor's Tours [R]
17:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th March 1994. Part 2.
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab
20:30	MTA International News Review [R]
21:05	Bustan Waque-Nau Class [R]
22:05	Huzoor's Tours [R]
23:00	Ilmi Khitabaat

Monday 29th January 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10	Learning Arabic: Programme No. 15
01:30	Liqaa Ma'al Arab
02:55	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 26th January 2007.
04:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th March 1994. Part 2.
05:00	Ilmi Khutbaat
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 10 April 2005.
08:25	Le Francais C'est Facile, Programme No. 37
08:50	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 33, Recorded on 8th June 1998.
09:55	Indonesian Service
11:10	Signs of Latter Days
12:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:05	Bengali Service
14:20	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 24/02/2006.
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:30	Medical Matters
17:15	Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 314, Recorded on 04/09/1997.
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:15	Spotlight [R]
23:15	Friday Sermon: recorded on 24/02/2006

Tuesday 30th January 2007

00:25	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20	Medical Matters
02:00	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 314, Recorded on 04/09/1997.
03:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 24/02/2006.
04:15	Le Francais C'est Facile, Programme No. 37
04:55	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 33, Recorded on 8th June 1998.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:10	Children's Class with Huzoor. Recorded on 6th March 2005.
08:25	Learning Arabic, programme No. 15
09:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
10:00	Indonesian Service
10:55	Sindhi Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:10	Bengali Service
14:10	Jalsa Salana UK 2004: Second day Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad Khalifatul Masih V on the occasion of Jalsa Salana UK 2004. Recorded on: 31/07/04.
16:15	Children's Class [R]
17:20	Question and Answer Session: question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends in Birmingham. Recorded on 31.03.1996. Part 2.
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:05	Children's Class [R]
22:10	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 31st January 2007

00:20	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 324. Recorded on: 07/10/1997.
03:50	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
05:10	Learning Arabic, Programme No. 15
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:30	Children's class with Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community. Recorded on 19 February 2005.
08:30	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
09:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
10:05	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:20	Bengali Service
14:25	From the Archives: Friday Sermon delivered on 3rd September 1982 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) in Germany, on the responsibilities of Ahmadis in the present time.
14:35	MTA Variety: Seminar on the different schemes introduced by Hadhrat Mirza Nasir Ahmad, Khalifatul Masih III (ra), hosted by Maqbool Ahmed Zafar. Guests include Abul Sami Khan, editor of Al Fazl Pakistan.
15:15	Jalsa UK 2000 Speech: A speech delivered by Dr Iftikhar Ayaz about the 'Ahmadiyya Muslim Community - A seedling planted by Allah'. Delivered on the occasion of Jalsa Salana United Kingdom held on 30th July 2000.
16:00	Children's Class [R]
17:00	Lajna Magazine
17:25	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session number 325, recorded on 08/10/1997.
20:30	MTA International News Review
21:00	Children's Class [R]
22:00	Jalsa Speeches [R]
22:40	From the Archives [R]
23:30	Lajna Magazine [R]

Thursday 1st February 2007

00:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session number 325, recorded on 08/10/1997.
02:10	The Philosophy of the Teachings of Islam
02:45	Hamari Kaa'enaat
03:15	From the Archives: Friday Sermon delivered on 3rd September 1982 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) in Germany, on the responsibilities of Ahmadis in the present time.
03:25	MTA Variety [R]
04:15	Lajna Magazine
04:40	Al Maa'idah: a programme teaching how to cook a variety of vegetarian dishes.
05:15	Jalsa Speeches
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 27th March 2005.
08:00	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 6. Recorded on 27th March 1994.
09:40	Al Maa'idah: A cookery programme [R]
11:00	MTA Travel: A documentary about the Canadian city of Vancouver.
11:25	Pushto Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00	Bengali Service
14:05	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 163, recorded on 25th November 1996.
15:10	Huzoor's Tours [R]
16:10	English Mulaqa'at [R]
17:15	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
18:30	Arabic Service: Live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA News Review
21:05	Tarjamatul Qur'an Class, Session: 163 [R]
22:10	Al Maa'idah: A cookery programme [R]
22:35	MTA Travel [R]
23:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT**

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday January 19, 2007 | Issue No. 03

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

Renningen میں ورود مسعود اور مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب، Bensheim میں مسجد البشیر کا افتتاح، شویٹ سنگن محل اور قلعہ ہائیڈل برگ کی سیر۔

ذیلی تنظیموں مجلس انصاراللہ، لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ جرمنی کی نیشنل مجالس عاملہ کے ساتھ الگ الگ میٹنگز میں کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم اور تفصیلی ہدایات۔

(جرمنی میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مبلغ سلسلہ۔ شعبہ ریکارڈ۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری۔ لندن)

مؤرخہ 23/دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

آج جرمنی کی جماعت سو مساجد سکیم کے تحت حضور انور کے دست مبارک سے ایک اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھوانے اور ایک مسجد کا باقاعدہ افتتاح کروانے کی سعادت پا رہی تھی۔

اس پروگرام کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ صبح 10:10 پر باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کے بعد قافلہ صوبہ Baden Wurttem berg کے شہر Weil der Stadt کیلئے روانہ ہوا، جہاں خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ Renningen جماعت کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ حضور انور کے ساتھ لندن سے آنے والے افراد کے علاوہ محترم امیر صاحب جرمنی، محترم مشنری انچارج صاحب جرمنی، محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی اور دیگر نیشنل عہدیدار قافلہ میں شامل تھے۔

آج کا سفر آٹوبان نمبر 5، 67، 6 اور 81 پر کیا گیا۔ سوا گیارہ بجے آٹوبان نمبر 6 پر Hockenheim نامی ریسٹ ہاؤس پر کچھ دیر کیلئے رکنے کے بعد قافلہ دوبارہ عازم سفر ہوا تو اسی آٹوبان پر مرمت کا کام ہونے کی وجہ سے پونے بارہ بجے کے قریب قافلہ کو قریباً پانچ کلومیٹر تک ٹریفک کے ہجوم کا سامنا کرنا پڑا۔ سڑک کی مرمت کے علاوہ ٹریفک کے اس ہجوم کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ جرمنی کے لوگ اپنی چھٹیاں گزارنے کیلئے سوئٹزرلینڈ، آسٹریا اور جرمنی کے پرفضا مقامات، جہاں Winter sports ہوتی ہیں کی طرف جا رہے تھے۔ ٹریفک کے اس ہجوم نے لندن کی موٹروے M25 کی یاد تازہ کروادی۔

اسی 6 نمبر آٹوبان پر ایک جگہ Hockenheim Ring Formula 1 نامی کار ریس سٹیڈیم واقع ہے جہاں کاروں کی عالمی کار ریس بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک جگہ پر ایٹمی پاور پلانٹ واقع ہے جہاں سے ملک کے کئی حصوں کو بجلی وغیرہ پہنچائی جاتی ہے۔

حسب معمول آج بھی صبح سے ہی سورج بادلوں کی چادر تانے ہوئے تھا تاہم ساڑھے بارہ بجے کے قریب اس نے کچھ دیر کیلئے اپنے چہرہ سے بادل کی اوٹ ہٹائی، یوں لگتا تھا کہ وہ بھی اس میر کارواں کی ایک جھلک کا مشتاق ہے جو خدا سے دور ہوتی قوم کے گھروں کے بیچوں بیچ خدا کے گھروں کی بنیاد رکھنے اور ان کا افتتاح کرنے نکلا ہوا ہے۔

آٹوبان پر ہی ایک جگہ قافلہ کو ڈیڑھ کلومیٹر لمبی ایک سرنگ سے بھی گزرنا پڑا، سرنگ پوری طرح روشن تھی اور جگہ جگہ ٹریفک سائن آویزاں تھے۔ اس سرنگ کے اوپر ایک پرانی اور تاریخی عمارت موجود ہے جسے نقصان پہنچائے بغیر اس کے نیچے سے سڑک نکال کر اپنا مقصد حاصل کیا گیا ہے۔

Renningen میں ورود مسعود اور مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب

بیت السبوح سے قریباً 235 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد قافلہ دوپہر 1:15 بجے Renningen پہنچا تو بعض مرکزی عہدیداران، مبلغین کرام، ریجنل عہدیداران، مقامی صدر جماعت مکرم سلیم احمد صاحب صابر اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران نے حضور کا استقبال کیا، ایک بچہ اور بچی نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ علاوہ ازیں اس جماعت کے مرد وزن اور بچے جو قریب کے تین شہروں Renningen، Weil der Stadt اور Leon Berg سے حضور انور کے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے، لوائے احمدیت اور جرمنی کے جھنڈے پر مشتمل چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں لہراتے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے اور بچے اور بچیاں خوش الحانی سے اھلا و سھلا و مرحبا، اے مسیحا نفس اے مہ دلبرا اور جی آیاں نوں جیسے اشعار اور فقرات پڑھ پڑھ کر اپنے آقا کا پرجوش استقبال کر رہے تھے۔ اس موقعہ پر علاقہ کے میئر حضرات اور بعض دیگر معززین بھی موجود تھے۔

Renningen کا علاقہ Weil der Stadt نامی شہر میں ہے جو جرمنی کے معروف شہروں Stuttgart سے مغربی جانب پچیس کلومیٹر پر اور Pforzheim سے جنوب مشرقی جانب تیس کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔

Weil der Stadt ایک پرانا تاریخی شہر ہے جو تقریباً 600ء میں ایک گاؤں کی صورت میں آباد ہوا تھا۔ اس وقت اس شہر کی آبادی بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ اس شہر کی ایک خاصیت یہ ہے کہ 1571ء میں جوہانز کیپلر نامی شخص اسی شہر میں پیدا ہوا جسے دنیا مشہور ریاضی دان اور سائنس دان کے طور پر جانتی ہے۔

مذکورہ بالا تین شہروں کی یہ جماعت 1991ء میں قائم ہوئی تھی اور اب تک اس جماعت کے ممبران کی تعداد 200 ہو چکی ہے۔ یہ جگہ جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے، ریلوے اسٹیشن سے دو منٹ کی پیدل مسافت پر واقع ہے، جبکہ سٹٹ گارٹ کا ریلوے اسٹیشن اور ایئر پورٹ ایک گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ سفر کی سہولتیں میسر ہونے کی وجہ سے تینوں جماعتوں کے ممبران اپنے گھر سے بیس منٹ کے اندر اندر مسجد تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس مسجد کا کل رقبہ 1100 مربع میٹر ہے اور یہ مسجد اس صوبہ کی پہلی مسجد ہوگی۔

مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کیلئے مارکی لگا کر عارضی انتظام کیا گیا تھا۔ اسٹیج کے عقب میں ایک بینر آویزاں تھا جس پر سورۃ الجن کی آیت و ان المسجد لله فلا تدعوا مع الله احدا تحریر تھی۔ حضور انور جب اسٹیج پر تشریف لائے تو پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔ مکرم شہزاد علی بٹ صاحب نے سورۃ البقرہ کی آیات 128 تا 130 کی تلاوت کی۔ مکرم صباح الدین صاحب ضیاء نے ان آیات کا جرمن اور صدر جماعت مکرم سلیم احمد صابر صاحب نے اردو ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور نے شہر کے میئر کو کچھ کہنے کی دعوت دی اور جب میئر اسٹیج پر آئے تو حضور انور نے انہیں مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ میئر نے اپنی تقریر میں حضور کی خدمت میں سلام اور خوش آمدید پیش کیا نیز صوبہ کے ممبر پارلیمنٹ کی طرف سے بھی سلام اور نیک تمناؤں کا تحفہ پیش کیا۔ میئر نے کہا کہ انہیں بہت خوشی ہوئی کہ حضور خود یہاں تشریف لائے ہیں اور یہاں جماعت کی مسجد کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ اس علاقہ کے احمدی بہت اچھے ہیں اور سوشل کاموں میں حصہ لیتے ہیں اس لئے شہر کی انتظامیہ کو بہت خوشی ہے کہ جماعت کو یہاں مسجد بنانے کیلئے جگہ ملی ہے۔ میئر نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ جب اس مسجد کے افتتاح کا وقت آئے تو حضور بنفس نفیس تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمائیں۔

محترم امیر صاحب جرمنی نے سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جرمنی کے دورہ کی دعوت کو قبول کرنے پر حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور پھر معززین شہر کو خوش آمدید کہا۔ مکرم امیر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ یہ مسجد اس صوبہ کی پہلی مسجد ہے اور اس جماعت کے افراد کی تعداد 200 ہے، جو دینی پروگراموں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ ملکی سرگرمیوں میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ دو سال قبل جب یہاں مسجد کیلئے ایک قطعہ زمین چن کر وہاں تعمیر کی درخواست دی گئی تو مقامی لوگوں نے جماعت کے بارہ میں عدم علم کی بناء پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اس کی مخالفت کی۔ بعد ازاں جب جماعت نے تمام جگہوں پر اپنا تعارف کروایا نیز مقامی میئر نے اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے جرأت اور حوصلے کے ساتھ ہمارا ساتھ دیا تو جماعت کو یہ قطعہ زمین جو پہلے سے کہیں بہتر ہے مل گیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے مسجد کی تعمیر کا تفصیلی پلان بیان کرتے ہوئے بتایا کہ 2007ء کے آخر یا 2008ء کے شروع تک انشاء اللہ اس مسجد کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انسانیت کی سچی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ نیز شہر کی خوشحالی اور امن کیلئے ہم حضور کی خدمت میں دعا کے خواستگار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا الحمد للہ کہ آپ کو یہاں مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ جب یہ مسجد تعمیر ہو جائے گی تو ہر احمدی جو یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے احیاء کیلئے تشریف لائے تھے اور اس لئے آئے تھے کہ اللہ اور بندے کا تعلق مضبوط ہو، وہ اس مسجد کو حضور علیہ السلام کی آمد کے اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے عملی کوشش کرے گا اور یہ مسجد پانچوں نمازوں کی ادائیگی کیلئے کھلی رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ جو عام تأثر ہے کہ اسلام سختی کا مذہب ہے اور جبر سے پھیلا ہے، اس کے برعکس میئر صاحب سے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ جماعت امن پسند ہے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں